

بِسْمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

اِتِّخَابِ

اِزَالَةُ الْخَفَاءِ

عَنْ خِلاَفَةِ الْخُلَفَاءِ

تَالِيفِ

شَاهِ وَلى اللّٰه مُحَمَّدِ ث دهلوى

مترجمہ

محمد عبدالشکور فاروقى مجددى

ترتيب و تحقيق

مير مراد علي خان

تعارف

یہ کتاب ازالۃ الخفاء حضرات ”خلفاء راشدین“ کی سیرت اور تاریخ ہے۔ اور مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بڑی محنت اور مشقت سے خلافت ثلاثہ کے حق پر ہونے کی اور فضیلت شیخین کی وکالت فرمائی ہے۔ یہ کتاب ۴ جلدوں پر مشتمل ہے میں نے ان میں سے اہم ترین روایتوں کا انتخاب کیا ہے اور پھر ان روایتوں کا تجزیہ کیا ہے اور تلاش کیا ہے کہ روایتیں جن کا تذکرہ کیا گیا ہے اور دیگر معتبر کتابوں میں کہاں، کہاں مذکور ہیں۔ اور جہاں بھی موقعہ میسر ہو وہاں میں نے اپنی استطاعت کے موافق تبصرہ بھی کیا ہے۔

مترجم عبدالشکور جن سے اہل علم حضرات اچھی طرح واقف ہیں مناقب جناب امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا ترجمہ کرتے وقت جو پردہ پوشی کرنے کی ناکام کاشش کی ہے وہ بھی بظاہر ہے۔ ابتداء میں یہ کتاب ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خاں مدارالمہام ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی۔ اب اس کی دوبارہ اشاعت عمل میں آئی ہے۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نام نامی اصلی قطب الدین تھا عرف ولی اللہ تھا اور ان کے فرزند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جن کی مشہور کتاب ”تحفۃ اشاعشر“ اور ہے۔ شاہ ولی اللہ برصغیر ہند میں اجلۃ مشائخ اور علما میں شمار ہوتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ کا سلسلہ نسب پدیری حضرت عمر ابن خطاب تک پہنچتا ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر شاہ صاحب کی تمام توجہ حضرت عمر کی خلافت پر مرکوز رہی۔ شاہ ولی اللہ کا انتقال ہجر باسٹھ سال (۶۲) ۱۷۶ھ میں ہوا اور دہلی ہی میں دفن ہوئے۔

ازالۃ الخفاء کتاب کی اشاعت قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی پاکستان میں ہوئی ہے۔

خادم

میر مراد علی خان

بسمہ سبحانہ و بذرکرولیہ

جلداول

صحابہ کی توجہ آنحضرت ﷺ کے ذہن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعین و تقرر کی طرف مائل ہوئی۔ ص ۱۷
 منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کی ایک شرط یہ کہ صلح یا جنگ میں خلیفہ شجاع ہو۔ ص ۲۰
 فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قاضی تین قسم کے ہیں ان میں سے ایک مستحق جنت ہے اور دوسرا سزاوار جہنم۔ مستحق جنت وہ قاضی ہے جو حق کو دریافت کرے
 اور اسی کے موافق حکم دے۔ اور سزاوار جہنم وہ ہے جو حق جانتا ہو مگر فیصلہ خلاف حق دے، تیسرا وہ قاضی جو باوجود حق سے واقف نہ ہو مگر فیصلہ کر دے۔ ص ۲۰
 حضرت علیؑ کی خلافت چار طریقوں سے ثابت ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ اُن مہاجرین اور انصار کی بیعت کر لینے سے خلیفہ ہوئے جو مدینہ میں موجود تھے، اور دوسری
 وجہ شوری کے ذریعہ ہوا کیونکہ فاروق کے بعد مشورہ اس پر قرار پایا تھا کہ خلیفہ یا عثمان ہوں یا حضرت علیؑ، جب عثمان نہ رہے تو حضرت علیؑ خلافت کے لئے
 معین ہو گئے۔ ص ۲۶

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر نص فرمادی ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدیؑ ”ظاہر“ ہوں گے اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک
 برحق ہوں گے۔ ص ۲۷ تا ۲۸۔

رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہے۔ مصالح اسلام کے متعلق خلیفہ جو کچھ حکم فرمائے اور (نیز اُس کا حکم) شرع کے مخالف نہ ہو (اُس کی بجا آوری) مسلمانوں
 پر لازم ہے خواہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم۔ اور اگر لوگ مذہب کے فروعات میں مختلف ہوں اور خلیفہ کسی ایسی بات کا حکم دے جو اجتہادی ہے اور کتاب اور سنت
 مشہورہ اور اجماع سلف کے مخالف نہیں ہے اور نیز اس قیاس جلی کے مخالف نہیں ہے جو واضح الثبوت اصل پر مبنی ہے تو خلیفہ کی اُس بات کو سننا اور اُس کے حکم
 کے موافق چلنا لازم ہے اگرچہ (خلیفہ کا یہ حکم) اُس شخص کے مذہب کے موافق نہ ہو (جس کو خلیفہ نے حکم دیا ہے) ص ۳۱
 لوازم خلافت خاصہ کی ایک یہ ہے کہ خلیفہ مہاجرین اولین میں سے ہو۔ اُن لوگوں میں سے ہو جو حدیبیہ میں (شریک) اور سورہ نور کے نزول کے وقت موجود
 تھے۔ ص ۳۳

عبداللہ ابن عمر احق بھذا الامر منک من قاتلک و قاتل اباک علی الاسلام نے (اپنے ذہن میں) معاویہ ابن ابی سفیان سے یہ کہنے کے لئے تجویز
 کیا تھا کہ تم سے زیادہ خلافت کے لئے لائق وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر مقاتلہ کیا یعنی علی المرتضیٰ۔ ص ۳۷
 رسول اللہ ﷺ سے تلبیس اور تلبیس کی نفی ہو چکی ہے۔ تلبیس اور تلبیس ایسے مشتبہ الفاظ کا استعمال کرنا جن سے دوسرے شخص کو دھوکا ہو سکے۔ ص ۳۹
 فرمایا رسول اللہ ﷺ ولعلی بستان فی الجنة۔ یعنی حضرت علیؑ کے لئے ایک باغ جنت میں۔ ص ۵۰
 یتجلی اللہ لعبادہ فی الاخرة عامة و یتجلی لابی بکر خاصة۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے تمام بندوں پر عام تجلی کریگا
 اور ابو بکر پر خاص تجلی کرے گا۔ ص ۵۲

۱۔ اس حدیث کو رد کیا ہے ابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۶۰ بحوالہ قال الخطیب و هذا باطل والمحمل فیہ علی ابی حامد لم یکن ثقة؛ ابن حبان اپنی کتاب المحرر و جین ج ۱ ص
 ۱۲۲، اور جلد ۲ ص ۱۱۵، ابن جوزی الموضوعات ج ۱ ص ۳۰۲ تا ۳۰۷ اس حدیث کو مختلف طریقوں سے نقل کر کے ہر کو رد کیا اور آخر میں لکھا هذا الحدیث لا یصح من جمیع
 طرقہ؛ ذہبی نے میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۳۳ حالات أحمد بن محمد اس حدیث کا ذیل میں متروک لکھا ہے۔ مراد

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: لو مة لائم وان تؤمروا عليا ولا اراكم فاعلين تجدوه هاديا مهديا يأخذ بكم الطريق المستقيم کہ اگر تم علی کو اپنا امیر بناؤ گے تو تم اُن کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم کو سیدھی راہ پر لے چلیں گے اگرچہ تم علی کو خلیفہ بنانے والے نہیں ہو (مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۹؛ مجمع الزوائد الہیثمی ج ۵ ص ۱۷۶؛ کنز العمال ج ۵ ص ۷۹۹)۔ ص ۵۷

سئل عائشة من كان رسول الله ﷺ مستخلفاً لو استخلفه؟ قالت ابو بكر فقيل ثم من بعد ابو بكر قالت عمر قيل من بعد عمر قالت ابو عبيدة۔ عائشة سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ ﷺ خود کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟، عائشہ نے کہا ابو بکر کو پھر پوچھا گیا کہ ابو بکر بعد کس کو بناتے عائشہ نے کہا عمر پھر پوچھا گیا کہ عمر کے بعد کس کو بناتے عائشہ نے ابو عبیدہ کو (فضائل الصحابة امام احمد ص ۳۰؛ صحیح مسلم باب کتاب فضائل ابو بکر ج ۷ ص ۱۱۰؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۵۳ سلسلہ ۳۶۷۵۱)۔ ص ۵۷

فرمایا رسول اللہ ﷺ من كنت مولاه فعلى مولاه اخرجه جماعة۔ ص ۵۸
رسول اللہ ﷺ کا برتاؤ کرنا خلفائے اربعہ کے ساتھ۔ ابو بکر کو قبیلہ عمر و بن عوف کی طرف جانے کے واقعہ میں نماز کی امامت تفویض کرنا، جنگ تبوک میں مسلمانوں کی فوجیں شہر سے باہر آگئیں تو ابو بکر کو فوج کا جائزہ لینے اور نماز کی امامت کرنا آخر مرض میں، ہجرت کے نویں سال امیر الحج مقرر کرنا اور کئی غزوات میں بھیجنا۔ اور مسلمانوں کے کاموں میں مشورہ لینا، عمر ابن خطاب کو بعض غزوات میں اُن کو امیر بنانا، اور مدینہ میں صدقات کا عامل بنانا، اور عثمان کے لئے صلح حدیبیہ کے وقت اُن کو اہل مکہ کی طرف بھیجنا، اور حضرت علی مرتضیٰ کو یمن کا حاکم مقرر کرنا اور اُن کے لئے یہ دعا کرنا کہ فیصلہ کرنا اُن پر آسان ہو جائے۔
ص ۵۸

مشائخ ثلاثہ سے مراد ابو بکر، عمر اور عثمان، اور شیخین کا لفظ کتب سیر و تاریخ وغیرہ میں آئے تو ابو بکر اور عمر، اور جب یہ لفظ کتب اصول حدیث میں ہوں تو اس سے بخاری اور مسلم ہوتے ہیں اور جب کتب فقہ حنفیہ میں ہوں تو ابو حنیفہ اور ابو یوسف ہوتے ہیں۔ ص ۵۹ (حاشیہ)

اخرج الدارمی عن عبد الله ابن ابی یزید قال کان ابن عباس اذا سُئِلَ عن الامر فکان فی القرآن اخبر به وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول الله ﷺ اخبر به فان لم یکن فعد ابی بکر وعمر فان لم یکن قال فیہ بأبہ۔ ابن عباس سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ مسئلہ اگر قرآن میں ہوتا تو وہ قرآن سے بتلاتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا تو بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہوتا تو اسی حدیث سے بتاتے اور اگر حدیث میں بھی نہ ملتا تو وہ ابو بکر اور عمر کے قول سے بتاتے اور اگر ابو بکر اور عمر کے قول میں بھی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے بتاتے۔ تابعین اور تبع تابعین کے طبقہ کے مجتہدین بھی اس اصل کے قائل ہیں کہ خلفاء راشدین کا قول حجت ہے اور ارباب مذاہب اربعہ بھی اسی طرف گئے۔ ص ۶۲

قال الشافعی ماکان الكتاب و السنة موجودین فالعذر عند من سمعها مقطوع الا باتباعهما فاذا لم یکن ذلك صرنا الی اقاویل اصحاب النبی ﷺ او واحدہم ثم قال قول الایمۃ ابی بکر و عمر و عثمان امام شافعی نے فرمایا کہ جب ہم تقلید کی طرف رجوع کریں تو ہم کو ائمہ یعنی ابو بکر اور عمر اور عثمان کا قول محبوب تر ہے۔ مترجم لکھتے ہیں کہ امام شافعی نے حضرت علیؑ کا نام اس لئے نہیں لیا کہ حضرت علیؑ پر افتراء بہت ہوا ہے اُن کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا مشکل ہے لہذا اُن کا ذکر بے سود ہے۔ ص ۶۳

من جملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ ایسا شخص ہو جو اپنے عہد، میں تمام امت سے افضل ہو۔ عقلاً و نقلاً۔ ص ۶۳

یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ سید اکھول اہل الجنة ابوبکر اور عمر پیران جنت کے سردار ہیں۔ ص ۶۷

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ: من استعمل رجلا من عصابة وفي هذه العصابة من هو ارضى لله منه فقد خان الله و كان رسوله و كان المؤمنین۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے جماعت میں کسی شخص کو عامل بنایا درنا لیکہ اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو جو اللہ کو اُس (پہلے شخص) سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اُس نے اللہ کی خیانت کی اور رسول اللہ ﷺ کی خیانت کی اور مؤمنین کی خیانت کی۔ ص ۶۶

ثقیفہ میں بیعت ابوبکر کے وقت جب عمر ابو عبیدہ کے پاس بیعت کے لئے گئے تو ابو عبیدہ نے کہا تاتونى وفيكم ثالث ثلاثة تم ثالث ثلاثہ کے ہوتے ہوئے میرے پاس آتے ہو۔ ص ۶۸

وعد الله الذين امنوا۔ سورة النور ۵۵۔ سے مراد وقت نزول سورہ نور کے مسلمان ہیں تو یہ واضح ہو گیا کہ معاویہ اور دوسرے خلفائے بنی امیہ اور خلفائے بنی عباس اس آیت کے وعدہ سے خارج ہیں۔ ص ۷۸

سہل بن ابی حشمة سے روایت ہے کہ حضرت علی نے ایک اعرابی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھجوایا اور سوال کروایا کہ: ہم آپ کے بعد زکوٰۃ کس کو دیں آپ نے ارشاد فرمایا ابوبکر کو۔ حضرت علی نے اس اعرابی سے پوچھا جاؤ پوچھو ابوبکر کے بعد کس کو دینا۔ وہ اعرابی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اور سوال کیا ابوبکر کے بعد کس کو تو آپ نے فرمایا عمر کو۔ حضرت علی پھر اُس اعرابی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ عمر کے بعد کس کو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان کو۔ پھر حضرت علی نے اُس اعرابی کو روانہ کیا اور پوچھو ایا کے عثمان کے بعد کس کو؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تموت فمت کہ اس کے بعد دنیا رہنے کے قابل نہیں رہے گی تو بھی مرجانا۔ ص ۱۱۵ تا ۱۱۶

اس حدیث کا ذکر ابن جوزی نے اپنی کتاب الموضوعات ج ۱ ص ۳۹۸ میں کیا ہے؛ اس کا راوی عبدالرحمن بن مالک جس کے بارے ذہبی میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۸۵ میں لکھتے ہیں کہ یہ یضع الحدیث، متروک، کاذب وغیرہ اور دوسرا راوی یونس بن ابی اسحاق ہے جس کا ذکر طبقات المدلسین سلسلہ ۶ ص ۳۷ کی فہرست میں ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث کی رد ہوتی ہے اس حدیث سے جب کہ ایک ضعیف نے رسول اکرم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ آپ میرے لئے جنت کے لئے دعا کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی تو وہ رونے لگی تو آپ نے سورہ واقعہ کی آیت: ﴿إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ ابْكَارًا عَرَبَاتٍ﴾ کا حوالہ دیا۔ روي أن النبي ﷺ كان أفكه الناس۔ قالت له عجوز من الأنصار: يا رسول الله أدع لي بالجنة فقال ﷺ: إن الجنة لا يدخلها عجوز۔ فبكت المرأة وضحك النبي ﷺ وقال: أما سمعت قول الله تعالى: ﴿إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ ابْكَارًا عَرَبَاتٍ﴾۔ مراد

۲۔ یہ حدیث نقل کی گئی ہے المصنف ابن أبی شیبہ الکوفی ج ۸ ص ۵۷۳ میں۔ اس کا راوی ہے حماد بن أسامة بن زيد بن سليمان۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵۸۸ سلسلہ ۲۲۳۵ اس کے لئے لکھا ہے کہ: کان كثير التذليل، عن سفیان ثوری بلا إسناد۔

ابن حبان اپنی کتاب کتاب المجروحین ج ۱ ص ۲۴ لکھتے ہیں کہ حدیث یدلس توفی ۲۰ھ؛ طبقات المدلسین ابن حجر سلسلہ ۴ ص ۳۳ میں ان کا نام لکھا گیا ہے۔ مراد ۳ مجمع الزوائد الہیثمی ج ۵ ص ۱۷۹ لکھا رواہ طبرانی وفيه الفضل بن المختار وهو ضعيف، اس کے راویوں میں مسلم بن میمون ہے میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۸۷ سلسلہ ۳۳۸۱ ضعیف لکھا ہے؛ دوسرا راوی خالد بن عمر میزان ج ۱ ص ۶۳۶ سلسلہ ۲۴۴۷، منکر یضع الحدیث ہے۔ مراد

جلداول

تالیف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ازالۃ الخفاء

آنحضرت ﷺ انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالمدین من بعدی و اشار الی ابی بکر و عمر نے فرمایا اقتدا کرو میرے بعد ان دونوں کی اور آپ نے ابو بکر اور عمر کی طرف اشارہ کیا۔ مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۸۵ دوسری روایت ہے مسند احمد ج ۵ ص ۳۹۹۔ ۱ ص ۱۲۰

۱۔ اس حدیث کو دو سلسلوں سے ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے سلسلہ میں کعب، سفیان، عبد الملک بن عمیر، ربیع بن خراش اور حذیفہ۔ دوسرا سلسلہ ہے محمد بن عبید، سالم المرادی، عمرو بن ہرم، الازدی، ربیع بن خراش، حذیفہ۔ پہلے سلسلہ میں سب سے پہلے کعب ہے:-

و کعب بن الجراح: فن حدیث کے ارکان میں شمار کئے جاتے ہیں اور ابو حذیفہ کے خاص شاگرد تھے اکثر مسائل میں انہی کی تقلید کرتے تھے۔ تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۱۲۰، میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۳۵۔ میں مذکور ہے کہ ۵۰۰ سے زائد احادیث میں انہوں نے غلطیاں کئی ہیں یقول احمد بن حنبل کا ہے اخطا و کعب فی خمسمائۃ حدیث۔ ابن مہدی کہتے ہیں کہ انہوں نے اکثر روایتوں میں غلطیاں کی ہیں۔ علی ابن عثمان کہتے ہیں احمد بن حنبل نے کہا کہ اس نے اہل صادق کے بارے میں جھوٹ کہا، اور یہ جھوٹے تھے من کذب بأهل الصدق فهو الکذاب۔ ایسا ہی ابن عساکر نے تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۳۴۸ طبع دار لکتب العلمیۃ بیروت۔ المستفاد ابن النجار بغدادی متوفی ۶۳۲ھ طبع دار لکتب العلمیۃ بیروت ج ۲ ص ۱۰۵ اور بحر الام فیمن تکلم فیہ الامام احمد بمدح اولم ابو الحاسن تالیف یوسف ابن المبرد ص ۱۶۸ طبع دار لکتب العلمیۃ بیروت میں ہے۔ کعب اکثر حدیثوں میں ان راویوں کا نام نہیں بتلاتے تھے جن سے انہوں نے حدیث لی ہے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا۔ سیرۃ النعمان ص ۷۵ علامہ شبلی نعمانی طبع مدینہ پیشنگ کراچی۔ ۱۹۷۷ھ میں وفات پائی۔

سفیان ثوری: سفیان نام ابو بکر بن محمد بن مسلم سفیان بن سعید الکوفی ابو عبد اللہ بن مسروق متوفی ۱۶۲ھ۔ میزان الاعتدال میں ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا کہ ان کا مکمل نام سفیان بن سعید بن مسروق ہے اور اس طرح ان کا تعارف کرایا ہے کہ کان بدلس عن الضعفاء، اور پھر لکھتا ہے کہ بدلس و یکتب عن الکذابین! یہ جعل ساز تھا اور الضعفاء میں شمار ہوتا تھا، اور جھوٹ لکھنے والوں میں تھا۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۶۹ سلسلہ نمبر ۳۳۲۔ طبع دار الفکر بیروت۔

قال ابن المبارک حدث سفیان بحديث جنته و هو بدلسه فلما رآنی استحی وقال نرويه عنک۔

ابن مبارک کہتے ہیں کہ ایک دن سفیان ایک روایت میں خرد برد کر رہا تھا دفعتاً مجھے دیکھا تو شرما گیا کہنے لگا میں اس حدیث کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

فریانی راوی ہیں کہ سفیان ثوری یہ کہتے تھے کہ ہم نے جس طرح حدیث کو سنا اور اسی طرح بیان کریں یا کرنا چاہیں تو ایک حدیث بھی بیان نہیں کر سکتے۔ تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۷۴ (اردو) طبع اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور

ابن معین کا قول کہ سفیان کی روایتیں مثل ہوا کے ہیں۔ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۲۰ ابن حجر عسقلانی طبع دار الفکر بیروت لبنان۔

عبد الملک بن عمیر۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۶۰ سلسلہ ۵۲۳۵ میں ذہبی لکھتے ہیں: قال ابو حاتم لبس بحفاظ، تغیر حفظہ، امر کہتے ہیں: ضعیف، انه ضعفه یغلط، متوفی ۱۲۷ھ

دوسری سلسلے میں محمد بن عبید: میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۳۹ سلسلہ ۷۹۲۰ میں ذہبی لکھتے ہیں ارسل حدیثا لا یعرف۔

عمرو بن ہرم کے بارے میں میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۹۱ سلسلہ ۶۲۶۲ میں ذہبی لکھتے ہیں۔ ضعفه۔

ابن مسعود سے روایت کی گئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر کہتے تھے کہ میں نبی ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور وہاں ایک بوڑھے آدمی کے یہاں مہمان ہوا وہ عالم تھا اور کتب سماویہ پڑھا ہوا تھا اس کی عمر ۳۹۰ سال تھی۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں تم حرم کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ اُس نے پوچھا کیا تم قریشی ہو؟ میں نے کہا: ہاں، اُس نے پوچھا کیا تمیسی ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ اُس نے پوچھا تم اپنا شکم دکھلاؤ میں نے پوچھا: کیوں؟۔ تو اُس نے جواب دیا: مجھے علم صادق سے یہ بات معلوم ہوئی ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا اور اُن کے کام میں ایک جوان (فتی) اور ادھیڑ عمر والا مدد دے گا۔ جب میں نے اپنا شکم اُس کا دکھایا تو اُس نے کہا: رب کعبہ کی قسم بس تم ہی ہو۔ ابن عساکر ج ۳ ص ۳۱، اور اُسد الغابۃ ج ۳ ص ۲۰۷؛

تفسیر الثعالبی ج ۱ ص ۳۱۹۔ ۱۲۴۔

ابوبکر نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ زکوٰۃ نہ دینے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو عمر نے انہیں روکا اور کہا بجائے قتل کے لوگوں کی تالیف قلب کیجئے، اس پر ابوبکر بگڑے اور عمر سے کہا کہ: اجبار فی الجاہلیۃ و خوار فی الاسلام (الدر المنثور ج ۳ ص ۲۴۱؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۴۹۲ سلسلہ ۳۵۶۱۵) تو جبار تھا اور جہالت اور جب سے اسلام لایا ہے تو بزدل ہو گیا۔ ص ۲۳۹ بیعت ابوبکر کے بارے میں کئی متضاد روایات ہیں۔ ص ۲۴۰

امام جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں: کتب اسماء الرجال میں مذکور ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان سے جو امام جرح و تعدیل ہیں اور امام بخاری کے شیخ ہیں جعفر صادق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا فی نفسی منہ شیء و مجالد احب الی منہ یعنی میرا دل اُن کی طرف صاف نہیں اور مجالد مجھے اُن سے زیادہ پسند ہے۔ اور امام ابن سعد نے کہا جعفر کی روایت قابل اعتبار نہیں۔ مصعب زبیری نے کہا ہے کہ امام مالک، جعفر کی روایت بغیر کسی دوسرے راوی کی موافقت کے نہ لیتے تھے۔ مگر جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ شیعوں کا انتساب اُن کی طرف محض ایک بے بنیاد افتراء ہے وہ ٹھیک ٹھیک اپنے آباء کرام کی طرح پابند طریقہ اہل سنت و جماعت ہیں تو وہ سوء ظن دفع ہو گیا۔ اور ائمہ نے اُن سے روایتیں لیں اُن کی توثیق کی چنانچہ ابن ابی حاتم نے کہا: ثقیف لا یسأل عن مثله معتبر ایسے ہیں جس کی مثال نہیں۔ ابن عدی اور ابن معین نے کہا ہو من ثقات الناس یعنی وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں۔ عمرو بن ابی المقدام کہتے ہیں کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انه من سلالة النبین یعنی جب جعفر بن محمد کو کوئی دیکھتا تھا تو سمجھ لیتا تھا کہ وہ نبیوں کی نسل سے ہیں۔ ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے کہ میں نے اُن کی روایتوں کو جانچا تو جس قدر حدیثیں اُن سے معتبر راویوں نے نقل کی ہیں اُن میں ایک بھی خلاف نہ پائی۔ ساجی نے کہا کان صدوقا مامونا اذا حدث عنه الثقات فحدیثہ مستقیم یعنی جعفر سچ بولنے والے اور قابل اعتماد و اطمینان تھے، جب معتبر لوگ اُن سے کوئی روایت نقل کریں تو وہ روایت قابل وثوق ہوتی ہے۔ امام نسائی نے کہا ثقہ یعنی معتبر شخص ہیں۔ حتیٰ کہ جن ائمہ اربعہ جرح و تعدیل نے اُن پر جرح کی تھی اُن میں سے اکثر نے تحقیق کے بعد اپنے قول سابق سے رجوع کیا چنانچہ تہذیب التہذیب میں دو جگہ لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان نے اُن سے روایت کی اور امام مالک کی نسبت لکھا کہ وہ امام مالک فرماتے تھے کہ میں بہت دنوں تک جعفر کے پاس جاتا آتا رہا۔ میں اُن کو یا تو نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوت قرآن کرتے ہوئے یا روزہ رکھتے ہوئے پایا اور حدیث بغیر طہارت کے بیان نہ کرتے تھے۔ ص ۴۷۶، ۴۷۵۔

۱۔ اس روایت کے راویوں کے سلسلے میں تین نام قابل غور ہیں۔

نصر بن ابراہیم میزان الاعتدال میں ج ۳ ص ۲۴۹ سلسلہ ۹۰۲۴ میں مذکور ہے کہ لین الحدیث۔ یہ حدیث میں غیر محتاط ہیں۔

دوسرے ہیں شعبۃ بن یحییٰ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۷۴ سلسلہ ۳۷۰۱ لا یکتب حدیث۔ اس کی حدیث نہ لکھو۔

تیسرے منصور ہیں ان کے بارے میں میزان الاعتدال ج ۴ ص ۱۸۳ سلسلہ ۸۷۷۳، متہم بالکذب۔ اس پر چھوٹے ہونے کی تہمت ہے۔

قال رسول الله ﷺ يخرج قوم في آخر الزمان اوفى هذه الامة يقرمون القران لا يجاوز تراقيمهم او حلقوهم سيماهم التحليق اذا رايتمو هم او القيتموهم فاقتلوهم ابن ماجه نے بروایت قتادہ انس بن مالک سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگ آخر زمانہ میں اس اُمت میں نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا اُن کی علامت یہ ہے کہ اُن کے سر منڈے ہوئے ہوں گے جب اُن کو دیکھو تو اُن کو قتل کر دو۔ ص ۵۱۶

مرجیہ اور قدریہ کے بارے میں ابن ماجہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان مجوس هذه الامة المكذبون باقدار الله ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلموا عليهم اس اُمت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو اللہ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہیں، اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو اُن کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو تم اُن کی جنازہ کے ساتھ نہ جاؤ اور تم اُن کو راستہ میں ملو تو اُن کو سلام نہ کرو۔

اور ابن ماجہ نے بروایت عکرمہ ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ صنفان من هذه الامة ليس لهما في السلام نصيب المرجئة والقدرية

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس اُمت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ اُن کو اسلام سے کوئی حصہ نہیں ہے وہ مرجیہ اور قدریہ ہیں۔ ص ۵۱۷

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ شراب پیئیں گے اور اُس کا نام دوسرا رکھ لیں گے (یہاں سے مصنف ازالۃ الخفاء لکھتے ہیں)۔ اور میں نے (یعنی مصنف نے) حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب تخریج احادیث رافعی میں لکھا ہے کہ انہوں نے عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص غناسننے کے اور عورتوں کے ساتھ لواطت کرنے کے بارے میں اہل مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعہ اور بیع صرف کے متعلق اہل مکہ کے قول پر عمل کرے اور نشہ والی چیز (کی حلت) میں اہل کوفہ کے قول پر عمل کرے تو وہ اللہ کے بندوں میں سب سے بُرا ہوگا (اسی روایت کو نقل کیا گیا ہے ابن عساکر ج ۵۹ ص ۴۱۹؛ عون المعبود عظیم آبادی ج ۱۲ ص ۱۸۷)۔ ص ۵۱۹

صاحب ہدایہ نے یہ لکھا کہ امام مالک کے نزدیک متعہ حلال ہے (حاشیہ ۵۱۹)

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جب پہلا فتنہ ہوا تو اُس میں سے جو بدر میں شریک تھے کوئی باقی نہیں رہا (یعنی جب عثمان قتل ہوئے) اور دوسرا فتنہ حدیبیہ میں سے کوئی نہیں رہا یعنی واقعہ حِجْرہ۔ (حالانکہ عثمان بدر شریک نہیں ہوئے تھے اور قتل عثمان کے وقت کئی اکابر صحابہ جیسے حضرت علیؓ موجود تھے) ص ۵۲۴

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: آگاہ رہو تم میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہو گے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا میرے دین کی سلامتی رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں تمہارے دین کی سلامتی رہے گی۔ ص ۵۹۴

جمل۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حادثہ کی خبر دی ہے۔ حوَاب کے کتوں بھونکنا اور عائشہ کاسُن کر یہ کہنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُننا تھا۔ (حاشیہ۔ یہ سب سے پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں میں باہم ہوئی دونوں طرف اکابر صحابہ تھے وہی فتنہ انگیز باغی جنہوں نے عثمان کو شہید کیا تھا۔ طرفین سے ۱۳ ہزار مسلمان قتل ہوئے)۔ ص ۵۹۳

یہ فتنہ (یعنی جمل) مدینہ طحہ وزیر کے سبب ہوا۔ ص ۵۹۴

صفین جب اہل شام نے مصحف اُٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہی حکم ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو قرآن ساکت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔ ص ۵۹۴

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ مرتضیٰ کے قاتل کو اشقی الاخرین کی مذمت سے یاد کیا ہے۔ ص ۵۹۵

علامہ ذہبی نے ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ کے خلاصہ میں نقل کیا ہے ”واما یزید یأمر بقتل الحسين باتفاق اهل النقل (المنتقى من منهاج

الاعتدال ص ۲۶۷) آگے واقعہ حرہ مدینہ کی تباہی مذکور ہے۔ ص ۵۹۶
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں سے ہوں گی۔ آپ نے فرمایا جب بنی اُمیہ کی تعداد ۴۰ تک ہو جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو بخشش اور اللہ کی کتاب کو کھیل بنا دیں گے،۔ بنی اُمیہ کے بارے میں مزید۔ ص ۵۹۹ تا ۶۰۰۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ایسے لوگ ہیں اللہ ہمارے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔ میرے اہل بیت میرے بعد آزمائش اور مصیبت اور جلا وطنی میں مبتلا ہوں گے۔ یہاں تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالے حکومت ہوگی اور وہ دنیا کو انصاف سے بھر دیں گے۔ ص ۶۰۷

جلد دوم

سال عمر ابنته حفصة کم تصبر المرأة عن الرجل فقالت ستة اشهر: حضرت عمر اپنی بیٹی حفصہ سے پوچھا کہ عورت بغیر مرد کے کتنے دن صبر کر سکتی ہے۔ تو حفصہ نے انہیں بتلایا کہ چھ مہینہ۔ الدر المنثور ج ۱ ص ۲۷۳؛ المصنف عبدالرزاق الصنعائی ج ۷ ص ۱۵۸-۱۸

عن عمر قال واللہ انی لا کرہ نفسی فی الجماع رجاء ان یخرج منی نسمة تسبح حضرت عمر نے فرمایا کہ میں جماع کے لئے اپنے نفس کو اس لئے مجبور کرتا ہوں کہ میرے منی کے قطرے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ (متزجم نے یہ ”لکھا کہ جو بچہ ہو جائے وہ اللہ کی تسبیح کیا کرنے“۔ اسی کتاب کو جو محمد سعید ایڈسنز نے طبع کیا ہے اس کے مقصد اول ص ۷۷ میں ترجمہ یوں لکھا ہے: میں جماع کرنا پسند نہیں کرتا اس لئے کہ جماع کرنے سے میرے جسم سے وہ قطرات نہ نکل جائیں جو تسبیح کرتے ہیں۔ مراد)۔ الدر المنثور ج ۱ ص ۲۷۴؛ کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۸۷ سلسلہ ۴۵۵۸۶؛ السنن الکبریٰ البیہقی ج ۷ ص ۷۹-۱۸

ایک شخص تھا جس کو صبیغ کہا جاتا تھا وہ جب مدینہ آیا اور اُس نے لوگوں سے قرآن کی مشابہات آیات کے بارے میں سوال کرنا شروع کیا۔ اُس کو عمر ابن خطاب نے بلا بھیجا اور اس کے لئے کھجور کی چھڑیاں مہیا کر لی تھیں۔ جب وہ آیا تو اُس سے حضرت عمر نے پوچھا: تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا: کہ میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمر نے کہا: میں اللہ کا بندہ عمر۔ اس کے بعد آپ نے اُن چھڑیوں میں سے ایک لے کر اُس شخص کو مارنا شروع کیا یہاں تک اُس کے سر کو لہولہان کر دیا۔ اُس نے کہا: بس امیر المؤمنین، بس کافی ہے اب وہ چیز نکل گئی جو میں اپنے سر میں پاتا تھا۔ ص ۲۹

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ ہم عمر ابن خطاب کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے اُن سے پوچھا قرآن کے بارے میں کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ عمر خطاب نے اُس شخص کے کپڑوں کو مٹھی سے پکڑ کر حضرت علیؑ کے پاس لے آئے۔ اور حضرت عمر نے کہا: اے ابوالحسن!۔ یہ مجھ سے پوچھتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ ص ۳۰

کنتم خیر امة سے مراد ابتدائے زمانہ اسلام کے لوگ ہیں آخر زمانہ والے اصحاب نہیں۔ اگر تمام اصحاب مراد ہوتے تو اللہ فرماتا انتم خیر امة۔ یہاں کنتم سے مراد اصحاب محمد ﷺ کے خواص سے متعلق ہے۔ ص ۳۱

عمر ابن خطاب نے فرمایا قال عمر لا تغالوا فی مہور النساء فقالت امراة لیس لک ذلک یا عمر ان اللہ یقول واتیتم احداهن قنطارا من ذهب قال و کذلک فی قراءۃ ابن مسعود فقال عمر ان امراة خاصمت عمر فخصمتہ کہ عورتوں کے مہر دینے حد سے زیادہ گراں نہ کرو تو ایک عورت نے کہا: تمہیں اس میں دخل دینے کا حق نہیں ہے اے عمر! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ واتیتم احداهن (۲۰:۴) تو عمر نے کہا ایک عورت نے عمر سے جھگڑا کیا اور وہ غالب آگئی۔ ص ۴۳

ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ابھی وہ اُس کے پاس نہیں گیا تھا کہ اُس نے اُس عورت کی ماں کو دیکھا تو وہ اُس کو پسند آگئی تو اُس نے ابن مسعود سے فتویٰ پوچھا تو اُنھوں نے اُس کو یہ حکم دیا کہ اُس منکوحہ عورت کو طلاق دے کر مفارقت کر لے اور پھر اُس کی ماں کے نکاح کر لے تو اُس نے ایسا کر لیا اور اُس عورت سے اولاد بھی ہوئی۔ پھر ابن مسعود کا مدینہ آنا ہوا تو انہوں نے عمر سے اس مسئلہ پر سوال کیا تو انہوں نے کہا یہ ٹھیک نہیں کیا۔ جب ابن مسعود واپس گئے تو اُس شخص کو بلا کر سمجھایا اور اس عورت کو علیحدہ کر دیا (الدر المنثور ج ۲ ص ۱۲۵)۔ ص ۴۳

عمر سے پوچھا گیا دو لونڈیوں کے بارے میں جو بہنیں تھیں کہ اُن سے مقاربت کی جائے؟ تو عمر نے منع کیا۔ یہی سوال عثمان سے کیا گیا تو عثمان نے کہا ایک آیت تو حلال کہتی ہے یعنی واحل لکم ما وراء ذلکم اور دوسری آیت حرام کہتی ہے۔ یعنی وان تجمعوا بین الاختین۔ پھر یہ اٹھ کر حضرت علیؑ

کے پاس اس مسئلہ کو پوچھا آپ نے فرمایا اگر حکومت میں میرا دخل ہوتا اور کسی کو ایسا کرتا پاتا تو میں اُس پر حد جاری کرتا (یعنی حرام)۔ ص ۴۳ تا ۴۴
عبداللہ ابن عمر سے کسی نے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: حرام ہے۔ سوال کرنے والے کہا: ابن عباس تو اس کے حلال کا فتویٰ دیتے ہیں تو انہوں نے کہا: عمر کے دور میں یہ کیوں نہیں (فہلا تمزم) گنگنائے۔ ص ۴۴

انس سے مروی ہے کہ قرآن میں نزول مسح کا ہوا ہے۔ اور سنت دھونا ہے (یعنی معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کا عمل قرآن کے خلاف تھا۔ مراد)۔ ص ۵۴
مروی ہے ابن عباس سے کہ انہوں نے کہا کہ سب لوگوں نے وضو میں (پیر دھونے) غسل کے سوا انکار کیا۔ اور میں کتاب اللہ میں مسح کے سوا اور کچھ نہیں پاتا۔ اور مروی ہے کہ ابن عباس سے انہوں نے کہا وضو دو اعضا کا دھونا اور دو اعضا کا مسح ہے کیا تم دیکھتے نہیں تیمم میں جہاں غسل ہے وہاں مسح رکھ دیا گیا ہے۔ ص ۵۴

ذکر سورۃ براءت کا ابوبکر سے لیکر حضرت علیؑ کو دینا اور آنحضرت ﷺ نے ثم دعاه فقال لا یبغی لاحدان یبلغ هذا الا رجل من اہلی فدعا علیا واعطاه ایاہ ابوبکر کو بلوایا اور فرمایا کسی اور اس کا پہنچانا مناسب نہیں۔ بجز ایسے شخص سے جو میرے اہل بیت میں سے ہو۔ اے ابوبکر اپنی طرف سے پہنچانے کا حق کسی کو نہیں الا انا ورجل منی سوائے میرے یا میرے سے ہو (ابوبکر کا واپس بلانا لکھا ہے۔ اور یہاں یبلغ ہے جس کے معنی تبلیغ کرنا ہے صرف آیات کا پڑھنا نہیں تھا۔ مراد)۔ ص ۹۸

وكونوا مع الصديقين ۹: ۱۱۹ ابن عباس کا یہ قول ہے کہ علیؑ ابن ابی طالب کے ساتھ رہیں۔ (الدر المنثور ج ۳ ص ۲۹۰؛ ابن عساکر ج ۲ ص ۳۶۱؛ فتح القدر الشوکانی ج ۲ ص ۱۴۴؛ تہذیب الکمال ابو الحجاج یوسف المزی متوفی ۴۲۷ھ ج ۵ ص ۸۴)۔ ص ۱۱۳
مروی ہے حضرت علیؑ (معاذ اللہ) کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس رات مجھ کو آسمانوں کی سیر پر لیجا یا گیا میں نے عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصديق و عمر الفاروق و عثمان ذوالنورین۔ (میزان الاعتدال امام ذہبی حالات علی بن جمیل ج ۳ ص ۱۱۷؛ اور ابن حجر نے کتاب اللسان المیزان ج ۲ ص ۲۰۹ میں اس کو رد کیا ہے اور کہا یہ حدیث موضوع ہے۔ مراد) ص ۱۴۸

عن انس قال قال رسول الله ﷺ لما عرج بي رأيت على ساق العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله ايدته بعلي :
انس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے عرش کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ايدته بعلي ۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۳۴۴؛ خطیب بغدادی ج ۱ ص ۱۷۳؛ سلسلہ ۵۸۷۶؛ الدر المنثور ج ۲ ص ۱۵۳؛ معجم کبیر طبرانی ج ۲ ص ۲۰۰؛ شواہد التنزیل ج ۱ ص ۲۹۸؛ نظم در السمتین الراوندی ص ۱۲۰)۔ ص ۱۴۸

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تم کو پیچھے نہیں رکھا مگر اپنی ذات کے لئے تم میرے لئے اُس مرتبہ میں جو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے اور میرے وارث ہو۔ تو حضرت علیؑ نے پوچھا میں وارث میں کیا لوں گا؟۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جو وارث انبیاء چھوڑا کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے پوچھا انبیاء نے کیا وارث میں چھوڑا تھا؟۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب اور سنت اور تم جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں ہو گے میری بیٹی فاطمہ سمیت اور تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔ ص ۱۷۵ تا ۱۷۶ (معجم الکبیر طبرانی ج ۵ ص ۲۲۱؛ الثقات ابن حبان ج ۱ ص ۱۴۲؛ الدر المنثور ج ۲ ص ۳۷۱؛ سیر العلام النبلاء ذہبی ج ۱ ص ۱۴۲؛ نہج الایمان ابن حجر ص ۳۷۹؛ الضحاک الاحاد والمثنائی ابن ابی عاصم متوفی ۲۸۷ھ ج ۵ ص ۱۷۲)۔ ص ۱۷۵ تا ۱۷۶۔

ابوبکر نے عائشہ کو مارنے کے ارادے سے جوتی اٹھائی تھی۔ النعل ليعلونني (الدر المنثور ج ۵ ص ۳۱؛ سہل الہدی والرشاد ج ۹ ص ۷۰؛ الصالحی الشامی

ج ۱۱ ص ۱۴۸)۔ ص ۱۸۲

نبی ﷺ تقریباً بیس سال تک خفیہ طور پر اللہ کی وحدانیت اور اُس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ ص ۱۸۵

مروی ہے ابی قلابہ سے کہ عمر ابن خطاب ایک شخص کے پاس سے گزرے جو ایک کتاب پڑھ رہا تھا تو انہوں نے اس کو غور سے سنا اُن کو اچھا معلوم ہوا اور اُس شخص سے کہا کیا اس کتاب میں سے تو مجھے کچھ لکھ کر دے گا؟ اُس نے کہا ہاں۔ عمر ابن خطاب ایک چڑا بازار سے خرید کر لے آئے پھر اُس کو لکھنے کے قابل بنایا اور اُس شخص کے پاس لے کر آئے۔ اُس شخص نے اُس کے اوپر باہر اور اندر کی طرف لکھ دیا۔ پھر عمر اُس کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لائے اور اُس کو آپ کے سامنے پڑھنا شروع کیا اور ادھر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہونا شروع ہوا تو انصار میں سے ایک نے اُس تحریر پر ہاتھ مارا اور کہا اے خطاب کے بیٹے! تیری ماں تجھے روئے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کی طرف نہیں دیکھے گا اور تو یہ تحریر پڑھتا جا رہا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ کو جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور اُن کے فوایح و رمیز لے کر کلام کو پورے طور پر مختصر کر دیا گیا۔

یہ لا پورا ہی تمہیں ہلاک نہ کر ڈالے۔ (الدر المنثور ج ۵ ص ۱۴۸، المصنف ج ۱۱ ص ۱۱۱ سلسلہ ۲۰۰۶۲ ابی بکر عبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ)۔ ص ۱۹۷

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ عمر نے جماعت سے کہا کہ: ”الحمد لله“ کو ہم جانتے ہیں یعنی حمد کے معنی کہ خلاق میں سے بعض بعض کی حمد کرتے ہیں، اور لا الہ الا اللہ کے معنی کہ اللہ کے سوا بہت سے معبودوں کی پرستش ہوتی تھی، اور رب اللہ اکبر وہ تو ظاہر ہی ہے ہر نماز پڑھنے والا تکبیر کہتا ہے۔ آپ صاحبان بتلائیں کہ سبحان اللہ کیا ہے؟۔ ایک شخص نے کہا اللہ علم (اللہ سب سے بڑا عالم ہے)۔ تو عمر نے کہا عمر بڑا بد بخت ہوگا اگر اس کو اتنی خبر بھی نہ ہو کہ اللہ علم نہ معلوم ہو۔ اس پر حضرت علی نے فرمایا: یہ اسم ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ممنوع ہے کہ خلاق میں سے کوئی اُس کی کسی صفت کو اپنی طرف منسوب کرے (یا اپنی صفات مختصہ میں اُس کو شریک کرے مثلاً یہ کہے کہ خدا باپ ہے فلاں کا، اور اُس کی طرف ہر وقت خلق رجوع ہوتی ہے اور یہ بات اُس کو (اللہ سبحانہ) کہنا پسند ہے۔ (مذکور ہے یہ الدر المنثور ج ۵ ص ۱۵۴؛ کنز العمال ج ۲ ص ۵۶۴ سلسلہ ۳۹ ص ۱۹۹)

عمر ابن خطاب نے کہا کہ میں فلاں شخص سے بغض رکھتا ہوں۔ تو اس بات کا علم اُس فلاں شخص کو ہوا اور وہ عمر ابن خطاب کے پاس آیا اور اُس نے عمر سے پوچھا: کیا میں نے اسلام میں رخنہ کیا؟ عمر نے کہا: نہیں۔ پھر اُس نے پوچھا: کیا میں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے؟۔ عمر نے کہا: نہیں۔ پھر اُس شخص نے پوچھا: کیا میں نے اسلام میں کوئی احداث یعنی بدعت کیا ہے؟۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس پر اُس شخص نے پوچھا: پھر کیا بات ہے آپ مجھ سے بغض رکھتے ہیں؟۔ حالانکہ اللہ فرماتا والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات۔۔۔ سورہ احزاب۔ آپ نے مجھے ایذا پہنچائی اللہ تم کو معاف نہ کرے۔ عمر یہ سُن کر اُس شخص سے معافی مانگنے لگے (الدر المنثور ج ۵ ص ۲۲۰؛ کنز العمال ج ۲ ص ۴۸۱ سلسلہ ۵۵۲ ص ۲۱۲ تا ۲۱۳)۔

عمر ابن خطاب کسی کنیز کو گھونگھٹ کی اجازت نہیں دیتے تھے کسی ایک کنیز ایسا کئے ہوئے دیکھا تو اُس کو اپنے درے سے مارا اور کہا: اپنے حجاب کو اُلٹ، آزاد عورتوں کے مشابہ نہ بن۔ (مذکور ہے الدر المنثور ج ۵ ص ۲۲۱؛ المصنف ج ۲ ص ۱۵۳)۔ ص ۲۱۳

عمر کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی جس نے چھ ماہ کا بچہ جنا تھا۔ اُس کے حرامی ہونے کے تصور میں عمر نے اُس پر رجم کرنا چاہا۔ حضرت علی نے منع کیا اور فرمایا کہ قرآن میں و حملہ و فصالہ ثلثون شہرا (۱۵:۴۶) پیٹ میں رکھنا اور دودھ پلانے کے تیس مہینے ہوتے ہیں اور پھر قرآن ہی میں ہے کہ فصالہ فی عامین (۱۴:۳۱) اور دو برس میں اُس کا دودھ چھوٹتا ہے۔ یہاں مدت حمل (۳۰) تیس ماہ میں سے چوبیس (۲۴) ماہ نکال لو تو چھ (۶) مہینے باقی رہتے ہیں۔ عمر نے اُس عورت کو چھوڑ دیا (الدر المنثور ج ۱ ص ۲۸۸؛ کنز العمال ج ۵ ص ۵۷۷ سلسلہ ۵۹۸ ص ۲۴۴)۔

حدیبیہ کے وقت جب رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مکہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے عمر ابن خطاب کو جب جانے کے لئے کہا تو عمر نے کہا یا رسول اللہ!

وہاں مجھے امن نہیں ہے۔ چنانچہ انکار کیا جانے کے لئے۔ ص ۲۵۶

مروی ہے ابن ملیکہ سے اُنھوں نے کہا کہ دونوں ابوبکر اور عمر ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے دونوں نے نبی ﷺ کے حضور میں اپنی آوازیں بلند کر لی تھیں۔ جب سورہ حجرات کی آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم (۲:۹۴) (بخاری ج ۶ ص ۶۲ اور ج ۸ ص ۱۴۵؛ الدر المنثور ج ۶ ص ۸۴)۔ ص ۲۶۴

عمر ابن خطاب کے اسلام لانے کا واقعہ جس میں انہوں نے کہا کہ وہ جب سورہ حدید کی یہ آیت امنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین تو میں نے فوراً اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ (واضح رہے یہ سورہ مدنی ہے۔ تفصیل آگے مذکور ہے۔ مراد)۔ ص ۲۷۹

اصحاب نبی ﷺ میں سے پہلے اسلام لانے والوں کی فضیلت اُن کے بعد والوں پر اخبار سے بطریق استفاضہ ثابت ہے۔ چنانچہ خالد بن ولید کا عبدالرحمن بن عوف سے تکرار اور رسول اللہ ﷺ کا اولین کے اصحاب کی تعریف کرنا اسی سورہ حدید کی تفسیر میں موجود ہے۔ ص ۲۸۰

ابن عباس سے کہ فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے قلوب مہاجرین کو دین سے غافل پایا تو بطور عتاب یہ سورہ حدید، نزول قرآن سے تیرہویں سال کے شروع میں نازل کیا۔ مروی ہے اعمش سے کہا انہوں نے جب اصحاب نبی ﷺ مدینہ میں آئے تو اُن کو زندگی کی جو راحت اور آسائش ملنی تھی ملی بعد اُس کے جس جد جہد میں وہ مبتلا تھے وہ اُس سے رک گئے اپنے بعض اعمال سے جن پر وہ پہلے قائم تھے لوٹ گئے تو بطور عتاب یہ آیت سورہ حدید آیت ۱۶۔ نازل ہوئی الم یان للذین امنوا۔ الخ۔ ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ (تفسیر جلالین اور الدر المنثور ج ۶ ص ۱۷۵)۔ ص ۲۸۱

ابن مسعود سے روایت ہے کہ بیشک مرد خدا اپنے بستر پر مرتا ہے اور شہید ہوتا ہے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۶۸؛ الدر المنثور ج ۳ ص ۲۸۲؛

الکامل ابن عدی ج ۶ ص ۳۸۸؛ فتح القدیر الشوکانی ج ۲ ص ۴۰۹)۔ ص ۲۸۲

ابوبکر نے اپنے باپ ابوقافہ کو اتنی زور سے طمانچہ مارا کہ وہ گر گیا۔ ص ۲۸۵

ہندہ ام معاویہ نے جب بیعت کرنے آئی تو اپنے کو چھپائے ہوئے تھی۔ اس سے اس بات پر بیعت لی گئی کہ چوری نہ کرے گی، زنا نہ کرے گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرے گی۔ ص ۲۹۵

جمعہ کی نماز کے لئے دو اذان عثمان کی ایجاد ہے۔ لوگوں نے اس امر پر اعتراض نہیں کیا، ہاں جب انھوں نے منیٰ میں پوری نماز پڑھی تو لوگوں نے اعتراض کیا عذر یہ پیش کیا گیا کہ قرآن میں یہ آیت ہے کہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة سورة النساء آیت ۱۰۱ یعنی قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ ص ۲۹۷ تا ۲۹۸

سائب نے کہا کہ جب ہم عمر کے زمانے میں نماز پڑھتے ہوتے تھے اور پھر جب عمر نکلتے تو آکر منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو ہم لوگ نماز پڑھنا بند کر دیتے تھے اور عمر ہم سے باتیں کرتے تھے اور بسا اوقات عمر اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بازار کا اور درہموں کا سوال کر لیتے (یعنی اشیاء کا بھاؤ) حالانکہ اس وقت موذن اذان دیتا ہوا ہوتا تھا۔ جب موذن اذان ختم کر دیتا تب وہ کھڑے ہو جاتے تھے۔ ص ۲۹۸

خوشہ بن الحر سے روایت ہے کہ ایک دن عمر ابن الخطاب میرے پاس آئے ایک تختی دیکھی جس پہ لکھا تھا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة

۱۔ اس دلیل کے جواب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ نے صفاء وروہ کے درمیان سعی کرنے احکام میں بھی یہی ارشاد فرمایا تھا فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما سورہ بقرہ ۱۵۸۔ امام نے سوال کیا: کیا سعی رکن حج ہے کہ نہیں؟ جس کے عمدانہ کرنے اور سہواً نہ کرنے پر حج باطل ہے؟۔ دوسری تاویل پیش کی گئی کہ عثمان نے منیٰ میں اقامت کی نیت کر لی تھی۔ یہ اور بھی غلط ہے اس لئے ۱۲ تاریخ کو منیٰ سے نکلنا ضروری ہے۔ مراد

فاسعوا الی ذکر اللہ۔ تو عمر نے مجھ سے پوچھا یہ کس نے لکھ کر دیا؟ میں نے کہا: اُبی بن کعب نے۔ فرمایا: اُبی ہم میں منسوخ آیتوں کا سب سے بڑا قاری ہے۔ اس کو فامضوا الی ذکر اللہ پڑھو۔ ص ۲۹۸

جب عمر ابن خطاب کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دیدیا ہے تو وہ عائشہ کے پاس گئے اور پوچھا اے ابو بکر کی بیٹی مجھے تیرے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتی ہے۔ تو عائشہ نے جواب دیا اے خطاب کے بیٹے تجھے مجھ سے باز پرس کرنے کا کیا حق ہے؟۔ (مسلم ج ۴ ص ۱۸۸؛ فتح الباری ج ۹ ص ۲۳۴؛ کنز العمال ج ۲ ص ۵۲۸ سلسلہ ۴۶۶۳؛ الدر المنثور ج ۶ ص ۲۴۲)۔ ص ۳۰۴

واقعہ غدیر راوی زید بن ارقم۔ انی تارک فیکم ثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدٰی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب و رغبہ فیہ ثم قال و اهل بیتی اذکرکم اللہ فی اهل بیتی اذکرکم اللہ فی اهل بیتی۔ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں اُن میں سے پہلی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ کتاب اللہ کو پکڑو اس کو سنبھالو اور پھر فرمایا دوسرے میرے اہلبیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں (تکرار کے ساتھ فرمایا)۔ ص ۴۴۴ تا ۴۵۴۔

زید ابن ارقم نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور وہ ہیں آل علی اور آل عقیل و آل جعفر اور آل عباس۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۷؛ امام احمد فضائل الصحابہ ص ۲۲؛ مسلم ج ۷ ص ۱۲۳؛ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۷۹ اور ج ۷ ص ۳۱؛ شرح مسلم النووی ج ۱۵ ص ۱۸۰؛ معجم الکبیر طبرانی ج ۵ ص ۱۸۳)۔ ص ۴۴۶

نہا یہ میں ہے کہ مشہور قول یہی ہے کہ عترت آنحضرت ﷺ کے اُن اہل بیت کو کہتے ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔ حاشیہ ص ۴۴۷

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جناب مرتضیٰ کے متعلق کہ تم میں فصل خصوصیات کی سب سے زیادہ صلاحیت علیؑ میں ہے اور یہ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں افضا کم علیؑ ، وانا مدینۃ العلم و علیؑ بابہا۔ (”افضا کم علیؑ“ مذکور ہے فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۸؛ تفسیر قرطبی جلد ۱۵ ص ۱۶۲، ۱۶۳؛ المستصفیٰ الغزالی ص ۱۷۰؛ ابن عساکر ج ۵ ص ۳۰۰۔ ص ۶۲۲)

جلد سوم

عن عائشة قالت قال ابو بكر لما جال الناس عن رسول الله ﷺ يوم أحد أول من فاء (رجع) - عائشة سے روایت ہے کہ ابو بکر نے فرمایا کہ جب لوگ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے تو میں سب سے پہلے واپس لوٹا (المنجد - حرف "ج" ص ۱۷۹ جال القوم جولة یعنی بھاگ جانے کے بعد واپس آنا) (مستدرک الصحيحین ج ۳ ص ۲۶۶؛ کنز العمال ج ۱۰ ص ۲۲۵ سلسلہ ۳۰۰۲؛ طبقات ابن سعد حالات طلحہ ج ۳ ص ۲۱۸) - ص ۳۸

استأذن ابو بكر على النبي ﷺ و سمع صوت عائشة عاليا فلما دخل تناولها ليلطمها و قال لا اراك توفعين صوتك على رسول الله ﷺ ابو بكر نے نبی ﷺ کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی اور انھوں نے عائشہ کی آواز کو سُن لیا جو اونچی ہو رہی تھی، جب گھر میں داخل ہوئے تو اپنا ہاتھ عائشہ کی طرف بڑھایا تاکہ طمانچہ ماریں اور فرمایا کہ آئندہ میں نہ دیکھوں گا کہ تو اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کرے۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۲۷۵؛ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۷۷؛ فتح الباری ج ۷ ص ۱۹) - ص ۵۸

ابو بكر نے ایک پرندے کو دیکھا تو کہنے لگے اے پرندے تجھے مبارک ہو واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تجھ جیسا ہوتا۔ تو درخت پر آتا ہے اور اس کا پھل کھاتا ہے اور اڑ جاتا ہے تجھ پر حساب اور نہ عذاب۔ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں راہ کی ایک جانب کھڑا ہوں ایک درخت ہوتا پھر مجھ پر کسی اُونٹ کا گزر ہوتا اور وہ مجھے اپنے منہ میں داخل کر لیتا اور چباتا پھر مجھے حلق میں اُتار لیتا پھر مجھے میٹنی بنا کر خارج کر دیتا اور میں بشر نہ ہوتا۔ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۲۸ سلسلہ ۳۵۶۹۹ - اور ایسی ہی تمنا ان کی بیٹی حضرت عائشہ کی بھی تھی ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد حالات عائشہ ج ۸ ص ۷۴) - ص ۸۴

اما حذيفة من النبي ﷺ و اما اخبره ابو بكر ان النبي ﷺ قال الشرك فيكم اخفى من ديبب النمل ققلت يا رسول الله و هل الشرك الا ما عبد من دون الله قال ثكلتك امك يا ابن ابي قحافة الشرك فيكم اخفى من ديبب النمل مروى ہے حذيفة سے کہ وہ روایت کرتے ہیں ابو بکر سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شرک تم میں زیادہ پوشیدہ ہے چپوٹی کی رفتار سے۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ شرک تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کریں، فرمایا تیری ماں تجھے روئے اے ابو قحافہ کے بیٹے! تم میں (فیکم) شرک چپوٹی کی رفتار سے موجود ہے۔ (اس روایت کا ذکر کئی معتبر کتابوں میں موجود ہے مثلاً مجمع الزوائد المہیثمی ج ۱۰ ص ۲۲۴؛ مسند ابی یعلیٰ احمد بن یعلیٰ متوفی ۳۰۷ھ ج ۱ ص ۶۱؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۱۶ سلسلہ ۸۸۴۷) - ص ۸۹

واقعة ثقيفة: اس میں کئی متضاد روایتیں ہیں۔ کسی میں ہے کہ جب حضرت علیؑ نے سُننا ابو بکر کی بیعت ہوگئی تو آپ فوراً بے تحاشہ ایسے گھر سے نکلے کہ صرف جسم پر کرتہ تھا اور فوراً جا کر بیعت کر لی۔ ایک روایت ہے کہ جب سب بیعت کر چکے تو ابو بکر نے پوچھا: علیؑ کہاں ہے؟ تو لوگ حضرت علیؑ کو پکڑ کر لائے اور آپ نے فوراً بیعت کر لی، ایک اور روایت ہے کہ چھ ماہ کے بعد جب جناب سیدہ کی شہادت ہوگئی اور لوگوں کی توجہ آپ سے کم ہوگئی تو آپ نے ابو بکر کے پاس پیام بھیجوا یا اور دوسرے دن بیعت کر لی۔ ایک روایت ہے کہ جب بیعت عامہ ہوئی تو سادات اہل بیت نے خلاف کیا مگر حضراتِ شہین نے حُسن تدبیر سے اس مشکل کو بھی آسان کر دیا۔ ص ۹۷ تا ۱۰۱

مروی ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ میں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں اور اُس کی نماز بھی ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے۔ عمر نے ابو بکر سے کہا کہ آپ اُن سے قتال کریں گے جو زکوٰۃ نہیں دے رہے ہیں جب کہ

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس کے بارے میں نہیں ہے۔ ابوبکر نے جواب دیا نماز اور زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ ابوبکر نے بروئے قیاس جلی زکوٰۃ کو اس پر قیاس کیا۔ عمر نے کہا میں نے ابوبکر کے سینہ کو قتال کے لئے کشادہ دیکھا (ذکر اس کا ہے صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۴۱؛ مسند احمد ج ۱ ص ۳۶)۔

ص ۱۰۴

فقال والذي لا اله الا هو لو جرت الكلاب بارجل ازواج النبي ﷺ مارددت جيشا۔ ابوبکر نے اُن اصحاب سے جو لشکر کو بلانے کے حق میں تھے کہا: خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی ﷺ کی ٹانگوں کو کتے کھینچنے لگیں تو میں اس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا (ابن عساکر ج ۲ ص ۶۰؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۰۲ سلسلہ ۶۰۶؛ البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۳۲۶)۔ جب عمر نے اصرار کیا اور کہا کہ اے خلیفہ رسول! لوگوں کی تالیف قلب کیجئے اور اُن کے ساتھ نرمی کیجئے۔ تو ابوبکر نے جواب دیا کہ تو جاہلیت میں جبار تھا اور اسلام لانے کے بعد بزدل ہو گیا اجبار فی الجاہلیۃ و خوار فی الاسلام (الدر المنثور ج ۳ ص ۲۴۱؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۴۹۴ سلسلہ ۳۵۶۱۵)۔ ص ۱۰۵

فلما بلغ ذلك عمر ابن الخطاب خرج حتى دخل على فاطمة فقال يا بنت رسول الله والله ما من الخلق احد احب الينا من ابيك وامن احد احب الينا بعد ابيك ومنك وايم الله ماذاك بما نعى ان اجتمع هؤلاء النفر عندك ان امر بهم ان يحرق عليهم البيت۔ عمر ابن خطاب کو جب یہ خبر ملی کہ لوگ خانہ سیدہ میں جمع ہیں تو یہ نکلے اور حضرت فاطمہ کے پاس آئے اور کہا اے رسول کی بیٹی واللہ یہ محبت آپ کی اور آپ کے والد کی مجھے روک نہیں سکتی اس بات سے اگر یہ لوگ جو آپ کے پاس جمع ہیں تو میں اُن کے بارے میں حکم دوں کہ اُن کے اوپر آپ کے اس گھر کو جلا ڈالوں۔ المصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۵۷۲؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۵۱ سلسلہ ۱۴۱۳۸۔ ص ۱۰۹

فوجدت فاطمة على ابوبكر في ذلك فهجرته فلم تكلمه حتى توفيت وعاشت بعد النبي ﷺ ستة اشهر فلما توفيت دفنها زوجها على ليلا ولم يؤذن بها ابابكر و صلى عليها حضرت فاطمہ، ابوبکر سے ناراض ہو گئیں اور اُن کو چھوڑ دیا اور اُن سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ انتقال ہو گیا تو اُن کے شوہر نے اُن کو رات میں ہی دفن کر دیا اور اس وفات کی اطلاع ابوبکر کو نہیں دی۔ (اس روایت کا ذکر کئی کتابوں میں کیا گیا مثلاً صحیح بخاری کتاب المغازی باب خیر جلد ۵ ص ۸۲؛ صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۵۴)۔ ص ۱۱۲

وان ابابكر جعل الجد ابا ولكن الناس تحيروا ابوبكر في جدك ابابكر فتراديا لوگ اس بات پر حیرت میں مبتلا رہے (مسند احمد ج ۴ ص ۴) اس کے بعد کلالہ کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اس کے جواب میں اکثر صحابہ کو عجز لاحق ہوا۔ عقبہ بن عامر جہنی کا قول ہے کہ اصحاب کسی الجھن میں نہیں پڑے جس قدر الجھن میں کلالہ کے بارے میں۔ فان كان صوابا فمن الله وان كان خطأ فمني و من الشيطان ابوبکر نے کہا کہ میں اس میں جو کچھ کہوں گا اپنی رائے سے کہوں گا اور وہ اگر صحیح ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ (سنن دارمی ج ۲ ص ۳۶۶؛ سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۴۶۹)۔ ص ۱۱۷

فقال الناس أتستخلف علينا فظا غيلظا ولو قد ولينا كان افظ واغلظ۔ ابوبکر نے عمر ابن خطاب کو خلیفہ بنانے کے لئے وصیت کرنی چاہی تو لوگوں (طلحہ) نے کہا کہ آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو تدمراز اور سخت دل ہے اور وہ اگر ہم پر والی بن گیا تو اور بھی تدمراز اور سخت دل ہو جائے گا۔ (المصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۴۸۵؛ المعيار والموازنة أبي جعفر الاسكاني المعتزلي متون ۲۲۰ ص ۴؛ شرح نهج البلاغه

ابن ابی الحدید ج ۱ ص ۱۶۴ (انہوں نے لوگوں کی جگہ طلحہ کا نام لکھا ہے؛ ابن عساکر ج ۳ ص ۴۱۲)۔ ص ۱۲۲

قال له يا ابن الخطاب اني انما استخلفتك نظرا لما خلفت ورائي۔ وحذرک هو لآء النفر من اصحاب محمد ﷺ الذين قد انتفخت اجوافهم وطمحت ابصارهم واحب كل امرء منهم لنفسه وان لهم لخيرة عند زلة واحدة منهم فايك ان تكون واعلم انهم لن يزلوا منك۔ جب عمر ابن خطاب کو ابو بکر نے خلافت کے لئے نامزد کر دیا تو کہا: اے ابن خطاب! میں نے تم کو خلیفہ بنایا اُس کام پر نظر کرتے ہوئے جو تم نے میرے لئے کیا۔ میں تم کو اصحاب محمد ﷺ میں سے اُن لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن کے پیٹ پھول گئے اور اُن لوگوں کی نگاہیں اونچی ہو گئیں اور اُن میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا۔ خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ (تاریخ مدینہ ابن شبة النمیری ج ۲ ص ۶۷۳)؛

ابن عساکر ج ۳ ص ۴۱۶؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۷۹ سلسلہ ۱۴۱۸۰)۔ ص ۱۲۲

وعن عرفجة السلمی قال قال ابو بکر ابکو فان لم تبكوا فبناكوا۔ عرفہ سلمی سے مروی ہے کہا کہ ایک مرتبہ ابو بکر نے فرمایا رُو۔ اگر تم کو روانہ آئے تو رونے کی صورت بنا لو۔ ص ۱۲۸

مروی ہے سلم مولیٰ عمر سے کہ عمر ایسے وقت میں ابو بکر کے سامنے گئے جب کہ وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمر نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ یہ کیا کر رہے ہو؟ تو فرمایا کہ یہی وہ ہے جس نے مجھے ہلاکت میں ڈالا ہے۔ (الدر المنثور ج ۲ ص ۲۲۱؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۳۴ سلسلہ ۸۸۹۰)۔ ص ۱۲۹

خالد یعنی خالد بن سعید اور اُن کے بھائی رسول اللہ ﷺ کے عمال میں سے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو یہ اپنے عہدہ عمالت سے لوٹ آئے تو اُن سے ابو بکر نے کہا کہ کیا بات ہے تم کیوں اپنا عہدہ عمالت سے لوٹ آئے چونکہ رسول اللہ ﷺ کے عمال میں سے کوئی تم سے زیادہ اس عمل کا حقدار نہیں اس لئے اپنے عہدوں پر واپس جاؤ۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ابو احنحة کی اولاد ہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد اب ہم کبھی کسی کے لئے ملازمت نہیں کریں گے۔ پھر یہ سب شام چلے گئے اور ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۴۹)۔ ص ۱۳

قتیلہ بنت اشعث سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا تھا اور اُن کے پاس جانے سے پہلے آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی تو اُن سے حضرت موت میں عکرمہ بن ابی جہل نے نکاح کر لیا۔ یہ خبر ابو بکر کو پہنچی تو کہا یہ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں کے اوپر ان کے گھر کو پھونک دوں۔ تو اُن سے عمر نے کہا کہ وہ امہات المؤمنین میں سے نہیں ہیں۔ (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۳۸؛ اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۳۳؛ الاصابہ ج ۸ ص ۲۹۲)۔ ص ۱۳۹

اسلم مولیٰ عمر ابن خطاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن قیس کی طرف جب کہ وہ زنجیروں میں بندھا ہوا تھا اور وہ فعلت و فعلت کہہ رہا تھا (یعنی میں نے ایسے کام کئے اور بھی کئے) اپنے جرائم کا اقرار خود کر رہا تھا۔ یہاں تک آخر کلام میں میں نے سنا اشعث کہہ رہا تھا ابو بکر سے کہ: آپ مجھ کو باقی رکھنے اپنی جنگ کے لئے اور اپنی بہن کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابو بکر نے ایسا ہی کیا۔ ابو عمر کہتے ہیں ابو بکر کی بہن ام فروہ بنت ابی قحافہ تھیں اور یہ ماں ہیں محمد بن اشعث کی۔ ۱۔ ص ۱۴۶

۱۔ محمد بن اشعث: قاتلان امام حسینؑ اور قاتلان حضرت مسلمؑ، اس ام فروہ سے ایک بیٹی جعدہ بنت اشعث ہے جو زوجہ امام حسنؑ تھی جس نے معاویہ سے سازش کر کے امام حسنؑ کو زہر دیا۔ ابو بکر کی ایک بیٹی عائشہ جن کردار اہل بیت کے خلاف عام ہے۔ دوسرے داماد زبیر جو حضرت علیؑ سے بیعت کی پھر جمل میں آمادہ پیکار ہو کر آئے، تیسرے طلحہ داماد ابو بکر ہیں یہ بھی بیعت کرنے کے بعد جمل میں حضرت علیؑ کے خلاف تیار ہو کر آئے ہلاک کر دیا۔ یہ خاندان ابو بکر سوائے محمد ابن ابی بکر دشمن اہل بیت رسولؐ رہا ہے۔ اشعث ابن قیس وہی شخص ہے جس نے صفین میں حضرت علیؑ سے سخت کلامی کی اور حضرت علیؑ کے خلاف بغاوت کی لوگوں کو اور غلایا کہ جنگ میں حکم مقرر کیا جائے۔

ابوبکر کے دل میں شام اور روم کی فتح کا داعیہ پیدا ہوا تھا۔ ص ۱۳۸

روز روز ایک نئی فتح اور بے اندازہ غنیمت مسلمانوں کے حصہ میں آرہی تھی۔ ص ۱۳۹

ابوبکر کا عمر کو خلیفہ بنانے کا وصیت نامہ عثمان نے لکھا تھا چنانچہ جب ابوبکر نے لکھوانا شروع کیا کہ اما بعد میں نے تم خلیفہ بنایا۔ پھر ابوبکر بے ہوش ہو گئے۔ جو کچھ ابوبکر نے کہا تھا عثمان نے وہ لکھ لیا اور اپنی طرف سے لکھا کہ ”عمر ابن خطاب کو“ جب ابوبکر کو ہوش آ گیا تو پوچھا کیا لکھا؟ عثمان نے کہا: عمر ابن خطاب کا نام لکھا ہے۔ ص ۱۵۰

وقت وفات ابوبکر نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی؟۔ تو لوگوں نے جواب دیا پیر کے دن۔ ص ۱۵۳

عبداللہ ابن عمر جی کے ایک سال قبل (بعثت سے) پیدا ہوئے، اور عمر ابن خطاب نے بعثت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا۔ (حالانکہ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب بعثت کے چھ برس کے بعد پیدا ہوئے اور ہجرت کے وقت ان کی عمر سات سال سے کم تھی اور وقت وفات جناب ابوطالب ۳ سال یا اُس بھی کم سن کے تھے جنہوں نے ایمان ابوطالب کی حدیث کی روایت کی ہے۔ اس لئے کہ ۴ ہجرت میں ان کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال تھی اس لئے فوج میں شامل کر لیا گیا تھا) طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۴۔ ص ۱۵۶

عن یعلیٰ، عبید اللہ بن موسیٰ، الفضل بن دکین، محمد بن عبداللہ الاسدی، مسعر، القاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود: فکان عبد اللہ بن مسعود یقول ما کن تقدیر علی ان نصلی عند الکعبۃ حتی اسلم عمر ابن خطاب فلما اسلم قاتل قریشا حتی صلی عند الکعبۃ وصلینا معہ عبداللہ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ ہم اُس پر قدرت نہیں رکھتے تھے کہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ لیں یہاں تک کہ عمر اسلام لائے!۔ ص ۱۵۹

۱۔ اس حدیث کا ذکر مع اسناد طبقات ابن سعد (عربی) ج ۳ ص ۲۷۰؛ مجمع الزوائد الشیخی ج ۹ ص ۶۳ نے لکھا ہے اور مزید واضح یہ کہ :-

أن القاسم لم یدرک جده ابن مسعود۔ یعلیٰ۔ میزان الاعتدال ج ۴ ص ۵۶ تا ۵۷ سلسلہ ۹۸۳۲ یعنی قاسم اپنے جد ابن مسعود کو کبھی نہیں دیکھا۔

عبید اللہ بن موسیٰ: وضعوالہ أحادیث فحدث بها ولم یدر۔ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۶ سلسلہ ۵۳۹۹

مسعر: لم یعرف وأتی بخبر منکر۔ میزان الاعتدال ج ۴ ص ۹۹ سلسلہ ۸۲۶۹؛ محمد بن عبد اللہ: میزان الاعتدال قال ابو حاتم لا یتحتج به؛

القاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۶؛ رواہ الطبرانی أن القاسم لم یدرک جده ابن مسعود السنن الکبریٰ البھیقی ج ۶ ص ۲۵۵۔

اس روایت کی رو میں یہ روایت ہے جو عقیف کنڈی کا واقعہ ہے کہ اچانک ایک نوجوان قریب کے اونٹنی خیمے میں سے نکلا اور اُس نے سورج کی طرف دیکھا۔ جب اُس نے دیکھ لیا کہ سورج مغرب کی طرف جھک گیا تو اُس نے بہت اہتمام کے ساتھ وضو کی اور پھر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ کعبہ کی طرف رخ کر کے۔ پھر ایک لڑکا جو بالغ ہونے کے قریب کی عمر کا تھا اُس نے بھی وضو کی اور اُس نوجوان کے برابر کھڑے ہو کر وہ بھی نماز پڑھنے لگا، پھر اسی خیمے سے ایک عورت نکلی اور وہ ان دونوں کے پیچھے نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہو گئی، اس کے بعد اس نوجوان نے رکوع کیا تو اُس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ پھر وہ نوجوان سجدے میں چلا گیا تو وہ لڑکا اور عورت بھی سجدے میں چلے گئے۔ میں نے (عقیف کنڈی) یہ منظر دیکھا تو عباس سے پوچھا: عباس یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ میرے بھائی عبداللہ کے بیٹے محمد (ﷺ) کا دین ہے اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے یہ لڑکا میرا بھتیجا علی ابن ابی طالب ہے اور یہ عورت محمد (ﷺ) کی بیوی خدیجہ ہے۔ جب عقیف مسلمان ہوئے تو ان کو اس بات کا افسوس رہا کہ کاش چوتھا میں ہوتا۔ (اس حدیث کا ذکر طبقات ابن سعد اردو ج ۷ ص ۳۳؛ سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۲۰۹ تا ۲۱۰؛ مسند احمد ابن ضہیل ج ۱ ص ۲۰۹؛ متدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۳؛ تاریخ کبیر بخاری ج ۷ ص ۷۴ میں ہے۔

فقلت یا رسول اللہ! خبرنی ما ذایک یک انت و صاحبک فان وجدت بکاء بکیت وان لم اجد بکاء تباکت لبکائما (مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۱ و ۳۳؛ صحیح مسلم ج ۵ ص ۵۷۔ عمر ابن خطاب نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اور ابو بکر رورہے ہیں تو عمر ابن خطاب نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بتائے کہ آپ کیوں رورہے ہیں اور آپ کا ساتھی بھی تو اگر مجھے رونا آئے گا تو میں بھی روؤں گا اور اگر رونا نہیں آئے گا تو آپ کے گریہ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے رونے کی صورت بناؤں گا (رونا یا رونے کی صورت بنانا سیرت نبی ہے اور سیرت صحابہ ہے)۔ ص ۱۶۳

خندق کی جنگ میں جب عمر ابن خطاب نے ضرار بن الخطاب الفہری کا پیچھا کیا تو وہ پلٹا اور عمر کی طرف نیزہ کھینچا اور پھر اُس نے روک لیا اور کہا یہ میرا قابل شکر احسان ہے جو میں نے تجھ پر قائم کیا ہے (شبلی نعمانی نے بھی اس کا ذکر اپنی کتاب سیرۃ النبی میں کیا ہے)۔ ص ۱۶۷

رسول اللہ ﷺ نے خندق کی لڑائی کے وقت عصر کی نماز قضا کی اور عمر ابن خطاب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کفار قریش کو گالیاں دیں۔ ص ۱۶۷

حضرت فاروق کوثنی ہی مرتبہ غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا۔ ص ۱۷۴

حضرت فاروق کی تہذیب و تربیت میں کئی ہی مرتبہ آنحضرت ﷺ سے غصہ و ناراضی کا ظہور ہوا جیسا کہ نسخہ توریت کے وقت ہوا تھا۔ ص ۱۷۶

ان عمر بن الخطاب اُتی النبی ﷺ بکتاب أصابہ من بعض اهل الكتاب فقرأه على النبي ﷺ فغضب و قال: امتهو کون فیہا یا ابن الخطاب والذي نفسي بيده لو أن موسى (كان) حياً ما وسعه إلا أن يتبغني۔ سنن الدارمي ۱ / ۱۱۵؛ کنز العمال ۲ / ۳۵۳؛ الدر المنثور ۵ / ۱۲۸؛ أسد الغابة ۳ / ۱۲۶؛ مسند امام احمد ابن حنبل ج ۳ ص ۳۸۷؛ مجمع الزوائد الهیثمی ج ۱ ص ۱۷۴؛ فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۳۸)۔ ص ۱۷۶۔

۱۔ حدثنا وكيع، عن علي بن مبارک، عن يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمه، عن جابر بن عبد الله الانصاري قال جاء عمر يوم الخندق فجعل يسب كفار قریش يقول يا رسول الله ما صليت العصر حتى كادت الشمس ان تغيب فقال النبي ﷺ فانا والله ما صليت بها۔ اس حدیث کو کئی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے جس کے رواۃ یوں ہے وکيع، علي بن مبارک، يحيى بن أبي كثير، أبي سلمه، جابر بن عبد الله انصاري۔

وکيع بن الجراح: فن حدیث کے ارکان میں شمار کئے جاتے ہیں اور ابو حنیفہ کے خاص شاگرد تھے اکثر مسائل میں انہی کی تقلید کرتے تھے۔ تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۱۴۰، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۳۵۔ میں مذکور ہے کہ ۵۰۰ سے زائد احادیث میں انہوں نے غلطیاں کئی ہیں یہ قول احمد ابن حنبل کا ہے اخطاً وکيع في خمسمائة حديث۔ ابن مہدی کہتے ہیں کہ ان سے اکثر روایتیں میں غلطیاں کی ہیں۔ علی ابن عثمان کہتے ہیں احمد بن حنبل نے کہا کہ اس نے اہل صادق کے بارے میں جھوٹ کہا، اور یہ جھوٹے تھے من کذب بأهل الصدق فهو الکذاب۔ ایسا ہی ابن عساکر نے تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۳۲۸ طبع دارکتب العلمیہ بیروت۔ المستفاد ابن النجار بغدادی متوفی ۲۳۴ھ طبع دارکتب العلمیہ بیروت ج ۲ ص ۱۰۵ اور بحر المام فیمن تکلم فیہ الامام احمد بمدح أولم ابو الحسن تالیف یوسف ابن المبرد ص ۱۶۸ طبع دارکتب العلمیہ بیروت میں ہے۔ کج اکثر حدیثوں میں ان راویوں کا نام نہیں بتلاتے تھے جن سے انہوں نے حدیث لی ہے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا۔ سیرۃ النعمان ص ۱۷۵ علامہ شبلی نعمانی طبع مدینہ پیشنگ کراچی۔ ۱۹۷۷ھ میں وفات پائی۔

علی بن مبارک: بخبر کذب، هو المهمم به۔ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۵۲ سلسلہ ۵۹۱۶

یحيى بن أبي كثير۔ قال ابن مبارک عن همام كما نحدث يحيى بن أبي كثير بالغداة، ابن حبان: كان يدلس فكلما روى عن أنس فقد دلس عنه، لم يسمع من أنس ولا من صحابى قال أبو حاتم ول يدرك أحد من الصحابة إلا أنسا راه رؤية۔ تهذيب التهذيب ابن حجر عسقلانی ج ۱۱ ص ۲۳۶۔ میزان الاعتدال الذہبی ج ۲ ص ۲۰۲ سلسلہ ۹۶۰۷ قال يحيى بن القطان: مسلات يحيى بن أبي كثير شبه الريح، ذكره العقيلي في كتابه: ولهذا أوردته، فقال: ذكر بالتدليس۔ یہ تھے اس حدیث کے راویان فیصلہ ناظرین کریں۔ (مراد)

بعث عمر و بعث الناس الى مدینتہم او قصر ہم فقاتلو ہم فلم یلبثوا ان ہزموا عمر و اصحابہ فجآؤا یجبونہ و یجبنہم۔
 مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۳۷؛ مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۵۱؛ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۶۲ سلسلہ ۳۰۱۱۹؛ ابن عساکر
 ج ۲۲ ص ۹۳؛ طبری (عربی) ج ۲ ص ۳۰۰ (اردو) جلد اول ص ۳۵۹۔ رسول اللہ ﷺ خیر کوروانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو عمر کو بھیجا اور
 اُن کے ساتھ لوگوں کو روانہ کیا اُن یہودیوں کے شہر یا قصر کی طرف تو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ عمر اور اُن کے اصحاب شکست کھا کر پسا ہو کر واپس آئے اُن کے
 ساتھی اُن پر بزدلی کا الزام لگا رہے تھیا وروہ اُنسا تھیوں پر بزدلی کا الزام لگا رہے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور حضرت مرتضیٰ نے یہ ایک بلغ کلام
 فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں مقصد جنگ میں (اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر) گھس جانا تھا تو اُس کے ترک کو لفظ جین (نامردی) سے تعبیر کیا۔ ص ۱۷۸
 معاویہ اور عمر ابن خطاب کی گفتگو۔ ص ۲۵۷

قال عمر انی اراک تقول ان صاحبک اولی الناس بها یعنی علیا قلت اجل واللہ انی لا قول ذلک فی سابقته و علمه و قرابته و صہرہ
 قال انه کما ذکرت ولكنہ کثیر الدعابة ، فعثمان قال واللہ لو فعلت لجعل بنی ابی معیط علی رقاب الناس یعلمون فیہم بمعصیۃ اللہ
 واللہ لو فعلت لفعل ولو فعل لفعلوا فوثب الناس الیہ فقتلوه قلت طلحة بن عبید اللہ قال الا کیسع ہوازی من ذلک ما کان اللہ
 لیرینی اولیہ امرامۃ محمد ﷺ و هو علی ما فیہ من الزہوق للزبیر بن العوام قال اذا ملاطم الناس فی الصاع والمد قلت سعد ابن
 ابی وقاص قال لیس بصاحب ذلک ذاک صاحب مقنب یقاتل فیہ قلت عبدالرحمن بن عوف قال نعم الرجل ذکرت ولكنہ
 ضعیف عن ذلک واللہ یا ابن عباس ما یصلح لہذا الامر الا القوی فی غیر عنف والین فی غیر ضعف الجواد فی غیر سرف
 الممسک فی غیر بخل۔ (ابن عباس نے کہا کہ: میں ایک دن عمر ابن خطاب کے ساتھ ٹھہل رہا تھا اس دوران میں اُنھوں نے ایک لمبا سانس لیا کہ مجھے یہ
 گمان ہوا کہ بس اُن کی پلپلیاں ٹوٹ گئیں۔ تو میں نے کہا: سبحان اللہ! واللہ آپ کے اندر سے ایسی سانس نہیں نکلی ہے مگر کسی امر عظیم کے لئے۔ فرمایا: کیا کہوں
 اے ابن عباس میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ اُمّت محمد ﷺ کے لئے (خلافت کے لئے) کیا کروں۔ میں نے کہا: وہ کیسے؟۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ قادر ہیں اور
 ایک ثقہ مقام پر اس (ذمہ داری کو رکھ دیں)۔ عمر نے کہا کہ: میں خیال کرتا ہوں کہ تم اس معاملے میں اپنے صاحب کو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو
 ۔ عمر اس سے حضرت علیؑ کو مراد لے رہے تھے، میں نے کہا: ہاں واللہ! میں اُن کے سابقہ اعمال اور اُن کے علم اور اُن کی قرابت اور اُن کے داماد ہونے کی
 وجہ سے اُن ہی کے لئے کہہ رہا ہوں۔ فرمایا: کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے ذکر کیا، لیکن وہ زیادہ مزاح کرتے ہیں (مراد نظرافت)۔ میں نے کہا: عثمان موجود
 ہیں تو بولے کہ: واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دے گا اور وہ لوگوں پر اللہ کی معصیت کے ساتھ حکمرانی کرنے لگیں
 گے۔ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور وہی کرے گا اور جب وہ یہ کرے گا تو وہ لوگ بھی وہی کریں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ عثمان پر ٹوٹ پڑیں گے اور اُس کو
 قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا: طلحہ بن عبید اللہ۔ تو فرمایا: کہ اُکسب یعنی غلط کار بلکہ وہ اس بھی بڑا ہوا خود پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے کہ میں اُمّت محمدی
 ﷺ کی تولیت اُس کے سپرد کر دوں اور وہ اپنی اُسی صفت خود پسندی پر ہو۔ میں نے کہا: زبیر بن العوام۔ تو کہا: اگر وہ ہوا تو ہمیشہ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی
 باتوں (صاع اور مد) کے بارے میں لوگوں کو طمانچے مارے گا اور امور مہمہ پر توجہ نہ دے گا میں نے کہا: سعد بن ابی وقاص تو کہا: وہ اس کا اہل نہیں وہ جنگی
 سواروں میں کا ایک شخص ہے، میں نے کہا: عبدالرحمن بن عوف۔ فرمایا: کہ بہت اچھا آدمی ہے جس کا تونے ذکر کیا لیکن وہ اس ذمہ داری کے لئے ضعیف
 ہے۔ ص ۲۶۷ تا ۲۶۹ (ابن عساکر ج ۴ ص ۴۳۸؛ کنز العمال ج ۵ ص ۷۳۷ سلسلہ ۱۴۲۶۲؛ اور ج ۵ ص ۷۴۰ سلسلہ ۱۴۲۶۶؛ الفائق فی غریب

الحديث محمود بن عمر الزمخشري متوفى ٥٣٨ هـ ج ٣ ص ١٦٨؛ المنحول الغزالي ص ٥٦٠؛ تاريخ المدينة ابن شبة النميري ج ٣ ص ٨٨٠-١- ص ٢٤٢

مروی ہے حسین ابن علی سے فرمایا کہ میں عمر ابن خطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اُس منبر پر چڑھ گیا اور میں نے عمر سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اُترو، اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمر نے کہا میرے باپ کے پاس کوئی منبر نہیں تھا۔ اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا۔ میرے ہاتھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں اُن کنکروں کو اُلٹ پلٹ کرنے لگا۔ یہاں تک جب عمر اُتر آئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا: یہ کہنے کیلئے آپ کو کس نے سکھایا تو میں نے جواب دیا: واللہ مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔ پھر مجھ سے کہا: میرے فرزند! اچھا ہوتا آپ ہمارے پاس آیا کرتے۔ چنانچہ پھر ایک دن میں اُن کے پاس گیا اور عمر ابن خطاب خلوت میں معاویہ کے ساتھ مشغول تھے اور دروازہ پر عبداللہ ابن عمر تھے۔ میں لوٹ آیا۔ اس کے بعد پھر عمر مجھ سے ملے تو کہا: میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا: میں آیا تھا اور اُس دن آپ معاویہ کے ساتھ تنہائی میں تھے میں لوٹ گیا۔ عمر نے کہا: ابن عمر سے زیادہ میرے نزدیک اجازت کے لئے آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ انمہ ائبت فی رؤوسنا ما ہدی اللہ و ائتم۔ یا انما ائبت ما تری فی رؤوسنا اللہ ثم ائتم۔ ہمارے سر پر جو بال ہیں اللہ نے آپ کے طفیل میں انھیں اُگایا ہے۔ (تاریخ بغداد خطیب ج ١ ص ١٥٢ باب الحن والحسین؛ ابن عساکر ج ١٣ ص ١٤٦؛ تہذیب التہذیب حالات امام حسین ج ٢ ص ٣٠٠؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی حالات احسین ج ٣ ص ٢٨٥؛ معرفۃ الثقات ج ١ ص ٣٠٢؛ تہذیب الکمال المزی ج ٢ ص ٢٠٢؛ کنز العمال ج ٣ ص ٦٥٥ سلسلہ ٦٦٢؛ الرياض النضرة المحب الطبری ج ٢ ص ٣٢١ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت۔) ص ٢٩٨

نبی ﷺ کی ازواج نے حج کے لئے عمر سے اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ جب اُن پر کافی دباؤ ڈالا گیا تو کہا اچھا مناسب انتظام ہونے پر آئندہ سال اجازت دوں گا۔ اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ زینب بنت جحش نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع کے وقت یہ سنا کہ یقول عام حجة الوداع انما هو هذه الحجة ثم الحصر آپ نے ہم ازواج سے فرمایا یہ حج تمہارا ہے اب اس کے بعد ظہور حصر ہے یعنی بوریوں پر گھر میں بیٹھا رہنا۔ (اختلاف الحدیث امام شافعی ص ٥١٣؛ مسند احمد ج ٥ ص ٢١٨؛ ابی داؤد ج ١ ص ٣٨٨؛ طبقات ابن سعد حالات زینب بنت جحش ج ٨ ص ٥٣؛ باب حج النبی ﷺ ج ٨ ص ٢٠٨۔ الرياض النضرة المحب الطبری ج ٢ ص ٣٢٢ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت اور کئی کتابوں میں اس کا ذکر ہے) ص ٢٩٠۔

عمر ابن خطاب جب تک بچہ دودھ پینا نہیں چھوڑ دیتا اُس وقت تک اُس کے لئے وظیفہ نہیں جاری کرتے تھے۔ اور خود اپنی اس غلطی پر نادم ہوئے اور کہا یا بؤ سا

اكان فيه صلى الله عليه وسلم دعاية. ميزان الاعتدال و سير اعلام النبلاء. حالات علي بن عاصم؛! أخضرتُ کے مزاج میں ظرافت تھی! و ذکر له علی للخلافة فقال لولا دعاية فيه. حضرت عمر کے سامنے حضرت علی کا ذکر آیا کہ کیا علیؑ خلافت کے لائق نہیں ہیں انہوں نے کہا بیشک مگر اُن میں ظرافت نہ ہوتی۔ غریب الحدیث ج ٢ ص ١١٨ یعنی سب باتیں جو خلافت کے لئے ضروری ہیں اُن میں تھی مگر مزاج میں ظرافت کی وجہ سے خلافت کے سزاوار نہیں ہوئے اس لئے کہ اس سے رعب میں کمی ہو جاتی۔ انھایتی غریب الحدیث ابن الاثیر ج ٢ ص ٩٣؛ شرح نوح البلاغ ابن ابی الحدید ج ١ ص ٢٥۔! هذه الدعابة اخرك الي الرابعة اتي ظرافت نے تو آپ (علیؑ) کو جو تھے درجہ میں رکھا۔ لغات الحدیث حرف ”ذ“۔ علامہ وحید الزمان ص ٣٤)

٢ ولم نعلم من أمهات المؤمنين امرأة خرجت إلى جمعة ولا جماعة في مسجد وأزواج رسول الله بكما نهن من رسول الله أولى بأداء الفرائض۔ اختلاف الحديث امام شافعی ص ٥١٣) امام شافعی فرماتے ہیں کہ یاس بات کا ہم کو علم نہیں کہ امہات المؤمنین کبھی نماز جمعہ یا کسی نماز جماعت میں شرکت کی ہے اداء فرائض کے لئے۔

لعمر کہ کس قدر بربادی ہے عمر کی مسلمانوں کے بچوں میں سے اُس نے کتنوں کو ہلاک کر دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۳۰۱ ذکر اختلاف عمر)۔ ص ۲۷۴

جب عمر ابن خطاب نے امام حسینؑ کو ایک ہزار درہم دئے اور ابن عمر کو پانچ سو تو عبد اللہ ابن عمر نے احتجاجاً کہا کہ میں ایک طاقتور مرد تھا زمانہ رسولؐ میں۔ میں جب تلوار چلا رہا تھا اور اُس وقت حسنؑ اور حسینؑ بچے تھے مدینے کی گلیوں میں پھرتے تھے۔ ان دونوں کو آپ نے ایک ایک ہزار دے رہے ہیں اور مجھ کو صرف پانچ سو۔ تو عمر نے کہا نعم اذهب فأتني باب كابيهما وام كامهما۔ ہاں! جا میرے پاس ایسا باپ لے آجیسے اُن کا باپ ہے اور ایسی ماں لے آ، جو ان دونوں کی ماں کی مانند ہو، ایسا نانا لے آ جو ان دونوں کا نانا ہے، ایسی نانی لاجوان دونوں کی نانی جیسی ہو، ایسا چچا لاجیسے ان کا چچا ہو، اور ایسا ماموں لاجیسے ان کا ماموں ہو (الریاض النضرۃ المحب الطبری ج ۲ ص ۳۴۰ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔ ص ۲۹۲

روایت کیا عمر سے کہ مجھے نبی ﷺ نے دیکھا میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا: یا عمر لا تبیل قائما۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۵؛ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۱۲ باب البول؛ ترمذی ج ۱ ص ۱۰؛ کنز العمال ج ۹ ص ۵۰۹ سلسلہ ۲۷۱۸۹)۔ ص ۳۱۶

ابوبکر، یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں: کان عمر اذا بال مسح ذكره بحائض او حجر ولم يمسه ماء (المصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۷۲، کنز العمال ج ۹ ص ۵۱۸ سلسلہ ۲۷۲۳۶) قلت اجمع علی ذلك علماء اهل السنة و ليس فيهما حديث مرفوع وانما هو مذهب عمر قياسا على الاستنجاء من الحائض اطبق على تقليد العلماء۔ عمر جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجاء پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمر کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجاء کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اُس کی تقلید پر علماء نے ڈھیلے سے مطابقت کی ہے۔ ص ۳۱۶

عمر ابن خطاب کے پاس زید بن ثابت کو اس الزام میں لایا گیا کہ غسل جنابت کے سلسلے وہ اپنی رائے سے فتوے دے رہے ہیں۔ جب اُن سے سوال کیا تو انہوں نے کہا ”میں نے اپنے چچا سے یہ سنا جب کہ کوئی شخص کسی عورت کے پاس جائے اور انزال کے بغیر اپنا عضو باہر نکال لے تو غسل نہیں“۔ اس مسئلے کی تحقیق کے لئے تمام انصار اور مہاجرین کو بلوایا گیا تو تمام نے کہا اس سلسلے میں غسل نہیں ہے۔ سوائے حضرت علیؑ کے اور معاذ صحابی کے انہوں نے کہا کہ جب ختنہ کی جگہ سے ختنہ گزر جائے تو غسل واجب ہو گیا۔ اس پر عمر بیحد ناراض ہوئے اور کہا کہ تم لوگ اصحاب بدر ہو اور باہم اتنا اختلاف۔ اس پر عمر نے بیٹی حفصہ سے اس مسئلے کو پوچھا کہ رسول اللہ کی کیا سیرت تھی، انہوں نے کہا کہ اس بارے میں مجھے کچھ علم نہیں (المصنف ابن ابی شیبہ الکوفی ج ۱ ص ۱۱۱)۔ ص ۳۱۸

عمر نے فرمایا: کہ جنبی (جسے غسل جنابت کی ضرورت ہو) تیمم نہیں کرے گا بدل غسل جنابت کے اگرچہ مہینہ بھر تک پانی میسر نہ ہو۔ ص ۳۲۰

مالک نے روایت کیا کہ عمر نے اپنے مؤذن کو تعلیم کیا کہ: وہ یہ کہا کرے الصلوة خیر من النوم۔ یعنی نماز سونے سے بہتر ہے۔ ص ۳۲۸

شافعی کے قدیم قول میں ہے کہ عمر ابن خطاب نے نماز پڑھی اور اُس میں قراءت نہ کی پھر نماز ختم کرنے کے بعد انہوں نے لوگوں سے پوچھا: میرا رکوع اور سجدے کیسے تھے تو لوگوں نے جواب دیا: اچھے تھے۔ تو عمر ابن خطاب نے کہا: پھر کوئی اندیشہ نہیں۔ ص ۳۳۴

انس سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان قراءت کا افتتاح کرتے تھے الحمد للرب العالمین سے، ایک روایت میں ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھا۔ شافعی نے بسم اللہ جہر سے پڑھنے کو ترجیح دی۔ ص ۳۳۵

شافعی، حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور ابوبکر، اور عمر قنوت پڑھا کرتے تھے نماز فجر میں رکوع کے بعد۔ ص ۳۴۱

عمر نے کہا: کہ دعا ٹھہری رہتی ہے آسمان وزمین کے درمیان جب تک تو نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے۔ ص ۳۴۳

عمر نے فرمایا: کہ صلوٰۃ سفر دو رکعت ہے۔ عمر جب سفر کرتے تو تین میل چلنے کے بعد نماز قصر کیا کرتے تھے۔ عمر نے کہا دو نمازوں کو جمع کرنا گناہ ہے سفر یا غیر سفر۔ جب کے صحت کے ساتھ یہ ثابت ہے رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں دو نمازوں کو جمع کیا۔ ص ۳۴۵

تراویح اور عمر کا فرمانا کہ: یہ نعمت البدعہ ہے۔ ص ۳۴۹

جنمازوں کی نماز میں تکبیرات کے بارے میں اصحاب میں کوئی پانچ کہتا تھا اور کوئی ۴ چار جب یہ اختلاف عمر نے اپنے دور میں دیکھا تو سب کو جمع کیا اور کہا تم اصحاب رسول ہو جب تمہارے درمیان ہی میں اختلاف ہے تو تمہارے بعد آنے والوں کا کیا حال ہوگا تم لوگوں کو ایک چیز پر متفق ہونا چاہئے۔ ص ۳۵۸

ایک ابراہم آلودن میں عمر ابن خطاب نے روزہ افطار کر لیا اور سبھی کہ شام ہوگئی پھر ایک شخص آیا اور کہا: سورج ظاہر ہو گیا ہے تو عمر نے کہا سیر اجتہدنا۔ ہم نے اجتہاد کر لیا تھا۔ ص ۳۷۳

الشافعی عن حمید بن عبد الرحمن ان عمر و عثمان كانا يصليان المغرب حين ينظران الى الليل البهيم ثم يفطران بعد الصلوة وذلك في رمضان (كتاب المسند امام الشافعی ص ۱۰۴؛ سنن کبری البیہقی ج ۲ ص ۲۳۸؛ کنز العمال ج ۸ ص ۶۱۲۔ شافعی، حمید بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمر اور عثمان دونوں مغرب کی نماز اُس وقت پڑھتے تھے جب دیکھ لیتے تھے تاریکی رات کی، پھر افطار کیا کرتے تھے بعد نماز کے اور یہ رمضان میں ہوتا تھا۔ ص ۳۷۴

عن سعید بن مسیب كان عمر يكتب الى امراء لا تكونوا من المسوفين لفطركم ولا تنتظروا لصلوتكم اشتباك النجوم۔ المصنف عبد الرزاق الصنائی ج ۴ ص ۲۲۵۔ سعید بن مسیب سے کہ عمر اپنے امراء کو لکھا کرتے تھے کہ افطار میں تاخیر کرنے والے نہ بنو اور نہ اپنی نماز کے لئے ستاروں کی جگہ گھٹ کا انتظار کرو۔ ص ۳۷۴

عن ابی عمر والشیبانی بلغ عمر ان رجلاً يصوم الدهر فعلاه بالدره (فتح الباری ج ۲ ص ۱۹۳؛ المصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۴۹۲)۔ عمر کو یہ اطلاع ملی کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو انہوں نے اسے بلا کر درہ مارا۔ ص ۳۷۵

ابوبکر طرأوس سے روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا تمتع کیا ہے رسول ﷺ نے ابوبکر نے عمر نے اور عثمان نے اور سب سے پہلے جس شخص نے اُس سے روکا وہ معاویہ ہیں۔ (تمتع سے مراد کہ اول حج مفرد کا احرام باندھا۔ پھر عمرے کو بھی اُس میں شامل کر لیا) ص ۳۸۱

احمد بن حنبل عن جابر بن عبد الله تمتعنا مع رسول الله ﷺ و مع ابی بكر فلما ولي عمر ابن خطاب خطب الناس فقال ان القرآن هو القرآن وان رسول الله هو الرسول كانتا متعتان على عهد رسول الله احدلما متعة الحج والاخرى متعة النسائمعناه ليستا بعده۔ ﴿وانا انهي عنهما﴾۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۵۲۱ سلسلہ ۲۲۵۲؛ تاریخ بغداد خطیب ج ۱۲ ص ۲۰۲؛ تاریخ ابن

عساكر ج ۶۲ ص ۷۱؛ تهذيب الكمال المزی ج ۳۱ ص ۲۱۲؛ تذكرة الحفاظ ذہبی حالات مکی بن ابراهیم ج ۱ ص ۳۶۶) احمد بن حنبل نے جابر بن عبد اللہ سے کہ ہم نے تمتع کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابوبکر کے ساتھ پھر جب عمر خلیفہ ہوئے تو عمر ابن خطاب نے خطبہ دیا اور کہا کہ بیشک قرآن (ہمیشہ کے لئے) وہی قرآن ہے اور اللہ کے رسول وہی رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو متعہ تھے ایک متعہ حج اور دوسرا عورتوں سے متعہ کرنا یہ دونوں اب باقی نہیں رہے۔ (اصل کتاب میں ہے کہ میں ان کو دونوں کو منع کرتا ہوں۔ مراد)۔ ص ۳۸۲

عمر سے جب وہ مکہ میں تھے کسی نے آکر ان سے پوچھا: کس جگہ سے میں عمرہ کروں (میقات) تو عمر ابن خطاب نے اُس سے کہا کہ جاعلیٰ ابن ابی طالب سے پوچھو جب آیا اور حضرت علیؑ سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا جہاں سے تو نے شروع کیا۔ پھر یہ واپس آ کر حضرت علیؑ کا جواب عمر ابن خطاب کو سنایا۔ تو

عمر نے کہا کہ اس جواب کے سوا میرے نزدیک کوئی اور جواب نہیں ہے (سنن دارمی ج ۱ ص ۲۲۱)۔ ص ۳۸۳

جاء رجل الى عمر فقال ان لى وليدة وابنتها وانهما قد اعجبتاى افاطاهما قال آية أحلت وآية حرمت۔ (المصنف ابن أبى شيبة الكوفى ج ۳ ص ۳۰۵) ایک شخص عمر کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میری ملک میں ایک جاریہ (کنیز) ہے اور اُس کی بیٹی ہے اور دونوں مجھے بہت پسند ہیں کیا میں دونوں سے جماع کر سکتا ہوں؟۔ تو فرمایا ایک آیت (او ما ملکت)۔ سے تو حلال ہو جاتی ہے اور ایک آیت (ان تجمعا) سے حرام ہوتی ہے۔ ص ۴۱۰

شافعی طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصہباء نے ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور عہد حضرت ابوبکر میں بھی اور حضرت عمر کے ابتدائے امارت کے تین سال تک اسی پر عمل ہوتا رہا؟ ابن عباسؓ نے کہا: ہاں۔ مسلم طاؤس سے اور وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے دو سال تک تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر ابن خطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم اُن پر اُس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں) کتاب ”المسند“ ص ۱۹۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت الامام شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ؛ صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۸۴؛ سنن ابو داؤد باب تفریع ابواب الطلاق سلسلہ ۲۱۹۹ ج اول ص ۴۹۰؛ سنن النسائی کتاب الطلاق ج ۶ ص ۱۴۵؛ السنن الکبریٰ ج ۷ ص ۳۳۶۔ ص ۴۱۷ تا ۴۱۸۔

قال عمر لو تقدمت فيها لرحمت یعنی المتعة ابوبکر عن سعيد بن مسيب انه قال رحم الله عمر لو لا انه نهى عن المتعة صار الزنا جهارا (المصنف ابن أبى شيبة ج ۳ ص ۳۹۰؛ تاريخ المدينة ابن شبة النميري ج ۲ ص ۷۲۰۔ ابوبکر، ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے یہ معاملہ آیا تو میں سنگسار کر دوں گا۔ آپ کی مراد متعہ تھا۔ ابوبکر نے سعید بن مسیب سے کہ انھوں نے فرمایا: کہ عمر پر اللہ رحمت نازل کرے اگر وہ متعہ سے نہ روکتے تو کھلم کھلا زنا ہونے لگتا۔ ص ۴۳۰

قابل اعتبار صرف بچپن ہی کی رضاعت ہے۔ عمر کا فیصلہ (سنن الکبریٰ البیہقی ج ۷ ص ۴۶۱)۔ ص ۴۳۹ دور عمر میں اُن کے عامل نے لکھا کہ: جو لوگ توریت پڑھتے ہیں سنیچر کو عبادت کرتے ہیں اور قیامت پر اُن کا ایمان نہیں اُن کے ذبیحوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ تو جواب دیا کہ وہ لوگ اہل کتاب ہیں اُن کے ذبیحے اہل کتاب کے ذبیحے ہیں۔ قال ما نصارى العرب باهل الكتاب ولا يحل لنا ذبائحهم و ما انا بتاركهم حتى يسلموا او اضرب اعناقهم (سنن الکبریٰ البیہقی ج ۹ ص ۲۱۶) عرب کے نصاریٰ (یعنی بنی تغلب) اہل کتاب نہیں ہیں اور ہمارے لئے اُن کے ذبیحے حلال نہیں ہیں اور میں اُن کو چھوڑنے والا نہیں یا تو اسلام قبول کریں یا میں اُن کی گردن ماروں (کنز العمال ج ۶ ص ۲۶۷ سلسلہ ۱۵۶۳۔ ص ۴۳۹)

ولید بن عقبہ کے شراب کی علت پر کوڑے لگوائے گئے، حضرت علیؓ نے فرمایا: نبی ﷺ نے چالیس کوڑے لگوائے اور ابوبکر نے چالیس کوڑے لگوائے اور عمر نے اسی (۸۰) کوڑے اور مجھے سنت رسول ﷺ پسند ہے یعنی چالیس کوڑے لگوانا (صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۲۶؛ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۵۹)۔ ص ۴۵۵

۱۔ اس کے برعکس ابن عباس کا قول ہے کہ اگر عمر متعہ کو حرام نہ کرتے تو ایک بھی زنا نہ کرتا۔ دوسری حدیث ہے إلا شقی۔ یعنی چند لوگ زنا کرتے اصل عبارت یوں ہے۔ عن ابن عباس قال ما كنت المتعة إلا رحمة رحم الله بها هذا الامة ولا لا نهى عمر ابن خطاب عنها مازنى إلا شقى (تفسیر طبری جامع البیان ج ۵ ص ۱۹؛ شرح معانی الآثار ج ۳ ص ۲۶۔ تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۱۳۰ سورة النساء۔ اور کنز العمال ج ۱۶ ص ۵۲۳ سلسلہ ۴۵۷۲۸، حضرت علیؓ کی طرف بھی اس روایت کو منسوب کیا گیا۔ مراد)

دور رسول اللہ ﷺ میں حضرت علیؑ کی تقسیم کرتے تھے (السنن الكبرى البيهقي ج ۶ ص ۳۴۴)۔ ص ۴۷۰

عمر ابن خطاب کے آخر سال میں مال غنیمت جب بہت آیا تو عمر نے حضرت علیؑ کو بلوایا اور خمس دینا چاہا تو حضرت علیؑ نے لینے سے انکار کیا۔ ص ۴۷۰

حدثنا عبد الله القعنبی عن مالک عن زید بن أبی انیسة ان عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن عمر بن الخطاب اخبره عن مسلم بن يسار الجهنی عن عمر ابن خطاب سئل عن هذه الآية: ﴿واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم﴾ (سورة اعراف آیت ۱۷۲) اس آیت کی تفسیر میں عمر ابن خطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سنا کہ: فرمایا کہ اللہ نے آدم کو پیدا کیا پھر اپنا دایاں ہاتھ اُس کی پشت پر پھیرا اور اُس سے ذریت کو نکالا پھر کہا کہ میں اُن کو پیدا کیا جنت کے لئے اور یہ عمل اہل جنت پر کار بند رہوں گے، پھر اُس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے جو ذریت کو نکالا اور کہا میں ان کو نار کے لئے اور یہ عمل اہل نار پر کار بند رہوں گے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! ففیم العمل؟ پھر عمل کا کیا ہوا؟۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۴۵؛ سنن أبی داؤد کتاب السنۃ باب فی القدر ج ۲ ص ۴۱۴؛ ترمذی باب تفسیر سورہ اعراف ج ۴ ص ۳۳۱ (عربی)۔ ص ۵۰۸)

مالک عن اسحاق بن عبد الله بن أبی طلحة عن انس بن مالک قال رأیت عمر بن الخطاب وهو یومئذ یطرح له صاع من تمر فیا کله حتی یاکل حشفها۔ مالک اسحاق بن عبد الله بن ابی طلحة سے اور وہ انس بن مالک سے کہا کہ میں نے عمر ابن خطاب کو دیکھا اس حال میں کہ اس دن اُن کے سامنے ایک صاع (چھ پاؤنڈ، تین کیلو) کھجور ڈال دی جاتی تھی تو وہ اُس کو کھاتے تھے یہاں تک اُن میں کے خراب دانوں کو بھی (اصل عبارت میں حشفها یعنی Seed) گٹھلی۔ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۱۲ سلسلہ ۳۵۸۹۹؛ طبقات ابن سعد باب استخفاف عمر ج ۳ ص ۳۱۸)۔ ص ۵۱۴

لم یفارقنا حتی یعهد الینا عهدا الجدد والکلالة وابواب من ابواب الربوا۔ (صحیح بخاری ج ۵ ص ۲۴۳ کتاب الاشریة؛ سنن بی داؤد کتاب الاشریة ج ۲ ص ۱۸۲) عمر ابن خطاب کہتے تھے کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ سے جدا نہ ہوتا یہاں تک کہ وہ مفصل حکم ہم کو نہ دیدتے، جدا اور کلام اور چند ابواب سود کے۔ ص ۵۱۸

عمر ابن خطاب نے فتاویٰ اور قضاء کے بارے میں عبد اللہ بن مسعود کو یہ مشورہ دیا کہ وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا (سنن دارمی ج ۱ ص ۶۱؛ سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۶۱۲) (جس کا بوجھ اُسی کے سر پر) یعنی فتویٰ اگر مشکل ہو تو پوچھنے والے ہی پر چھوڑ دو اپنے کو مصیبت مت ڈالو)۔ ص ۵۲۶

اس کے راویوں میں زید ابن ابی انس ہے جس کے بارے میں میزان الاعتدال ج ۲ ص ۹۸ سلسلہ ۲۹۹۰ میں ہے کہ امام نسائی کہا لیس بہ بأس؛ اور امام احمد نے لکھا کہ فی حدیثہ بعض النکار قمراد۔

جلد چہارم

عمر ابن خطاب نے کہا کہ ہمارے رومال ہمارے پاؤں کے تلوے ہوتے تھے جب ہم چکنی چیز کھاتے تو اُن سے ہاتھ مل لیتے تھے۔ ص ۲۶
روایت کیا ہے ابن ابی شیر ویدیلی نے اپنی کتاب النقی اور دوسرے حضرات نے اس کی تخریج کی مختصراً الفاظ کے تغیر کے ساتھ اور یہ ہے کہ عمر کا ایک بیٹا تھا جسے ابو ثمّہ کہا جاتا تھا۔ وہ ایک دن ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھ پر حد قائم کر دیجئے۔ آپ (عمر) نے کہا تو نے زنا کیا ہے؟ اُس نے کہا: ہاں اس سوال کا جب چار مرتبہ تکرار کیا۔ فرمایا کہ: اور کیا تو اس کے حرام ہونے سے واقف نہیں تھا؟ اُس نے کہا: کیوں نہیں میں جانتا تھا۔ تو عمر نے کہا: اے جماعت مسلمان اس پر حد جاری کرو۔ تو ابو ثمّہ نے کہا: اے جماعت مسلمان! جس نے میرے جیسا کام زمانہ جاہلیت میں یا اسلام میں کیا ہو وہ مجھ پر حد نہ لگائے۔ یہ سنتے ہی حضرت علی ابن ابی طالب کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے بیٹے حسن سے کہا تو انہوں نے دایاں ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے حسین سے کہا تو انہوں نے اُس کا بائیں ہاتھ پکڑا پھر اس کو سولہ کوڑے مارے تو بیہوش ہو گیا۔ (الریاض النضرۃ المحب الطبری ج ۲ ص ۳۵۷ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت: اکمال الکمال ج ۵ ص ۱۴۴ ابن ماکولا متوفی ۵۷۷ھ، تاریخ الخمیس الجزا الثانی ص ۲۵۲ تا ۲۵۴: الاصابۃ ج ۷ ص ۱۷۸ سلسلہ ۱۰۱۱۸)۔ ص ۳۶

عمر نے فرمایا کہ میں خطاب کے (اپنے باپ کے) اونٹ چرایا کرتا تھا اور وہ سخت اور تند مزاج تھا جب میں اُن کا میں کام کرتا مجھے تکلیف دیتا تھا اور جب کام میں کمی کرتا تھا تو مجھے مارتا اور اب ایسی صبح و شام گزر رہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۶۶؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۵۲ سلسلہ ۳۵۹۸۶؛ ابن عساکر ج ۴ ص ۳۱۵)۔ ص ۵۵
ایک ایسے بوڑھے سے روایت کرتے تھے جس کی ہنسلیاں بڑھاپے کی وجہ سے نیچے جھکی ہوئی تھیں وہ خبر دے رہا تھا کہ اُس نے عمر سے ایک مسئلہ میں فتویٰ پوچھا تو عمر اُس کو حضرت علی کے پاس لے گئے۔ تو حضرت علی نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ تو عمر نے مسئلہ کا ذکر کیا۔ یہ سن کر حضرت علی کہا: بجائے خود آنے کے آپ مجھے بلا لیتے۔ اس پر عمر نے کہا کہا انا احق باتیانک۔ آپ پاس آنا ہی حق ہے۔ ص ۵۶
ایک عورت عمر ابن خطاب سے زیادہ مہر باندھنے پر بحث کرنے لگی اور اس عورت نے دلیل میں آیت قرآنی و انیتہم احدہن کا حوالہ دیا۔ جس کو اُس نے عمر نے اعتراف کیا اور کہا: کل الناس اعلم من عمر حتی العجائز سب لوگ عمر سے زیادہ عالم ہیں یہاں تک کہ بوڑھی عورتیں بھی۔ (المصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۸۱؛ الدر المنثور ج ۵ ص ۲۲۹)۔ ص ۶۲

عمر ابن خطاب کا حصہ زوجہ رسول سے یہ کہنا کہ لقد علمت ان رسول اللہ ﷺ لا یحبک ولو لا انا لطلقتک مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ تجھے طلاق دیتے۔ (صحیح مسلم کتاب الطلاق ج ۴ ص ۱۸۸؛ صحیح ابن حبان باب معشرۃ زوجین ج ۹ ص ۴۹۷ ص ۴۳ شراب کے لئے عمر کا یہ کہنا کہ اے اللہ تو ہم پر واضح اور صریح حکم نازل کر۔ چنانچہ آیتیں نازل ہوتی رہیں اور عمر کا اصرار بڑھتا رہا۔ ص ۸۰

۱۔ مکمل واقعہ یوں نقل ہے کہ ایک دن حضرت عمر بہت سے آدمیوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان عورت نے ایک بچہ لاکر حضرت عمر کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ آپ کا بچہ ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ میں تجھ کو نہیں پہچانتا۔ تو وہ رونے لگی اور کہا کہ یہ آپ کے بیٹے ابو ثمّہ کا لڑکا ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا یہ حلال سے ہے یا حرام سے؟ تو اُس عورت نے جواب دیا میری جانب سے حلال ہے البتہ ابو ثمّہ کی جانب سے حرام ہے۔ اس پر حضرت عمر نے اس سے پوچھا یہ کیسے ہوا؟ صحیح بتلا اور اللہ کا خوف رکھ۔ تو اُس نے کہا میں ایک روز بنی النجار کے باغ کے پاس سے گزر رہی تھی، ابو ثمّہ بیہود یوں کی قربان گاہ سے شراب پیکر آرہے تھے مجھ کو دیکھا اور مجھے کھینچ کر باغ کی طرف لے گئے اور مطلب برآری کی میں اس کو پوشیدہ رکھا۔ اب آپ سے انصاف کی طالب ہوں۔ حضرت عمر کو سب کے سامنے شرمندگی ہو رہی تھی چنانچہ وہ ابو ثمّہ کو بلوایا اور اُس نے اقرار کر لیا۔

وٹ۔ مراد۔ پھر عبدالرحمن نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کو قرابت ہے رسول اللہ ﷺ سے اور اسلام میں جو خاص مقام ہے (والقدم فی السلام)۔ آپ وعدہ کریں گے اگر ”میں نے“ تم کو امیر بنایا تو تم ضرور عدل سے کام کرو گے اور اگر عثمان کو بنایا تو تم اُن کی سُنو گے اور اطاعت کرو گے۔ جب یہ کہہ چکے تو کہا عثمان ہاتھ اٹھاؤ۔ پھر اُن سے بیعت کر لی (اس شوری کا واقعہ کئی کتابوں میں مختلف طریقوں سے ذکر ہوا ہے)۔ ص ۲۸۹۔

وارسل الی کل أفق بمصحف مم نسخوا و امر بما سواہ فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔ صحیح بخاری (عربی) ج ۶ ص ۹۹ کتاب الفضائل القرآن باب جمع القرآن۔ عثمان نے حفصہ سے قرآن جو اُن کے پاس تھا منگا یا اور زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن

(سلسلہ پچھلے صفحہ سے) دو دن تک حضرت علیؑ نے اپنے حق کی اثبات کیلئے مسلسل دلائل دئے کہ سب کو جواب کر دیا۔ اور جو اصل منصوبہ تھا کہ عثمان کو خلافت مل جائے وہ ناکام ہوتا نظر آ رہا تھا۔ شب کے وقت عبدالرحمن بن عوف عمرو بن عاص کے پاس گئے اور صورت حال کی نزاکت بیان کی۔ عمرو بن عاص نے یہ مشورہ دیا کہ کل صبح تم علیؑ کو اس شرط پر خلافت پیش کرو کہ وہ کتاب خدا، سنت رسول اور سیرت شیخین پر عمل کریں گے۔ لیکن علیؑ سیرت شیخین کو قبول نہیں کریں گے۔ اس وقت تم عثمان کے سامنے یہی شرطیں رکھنا اور وہ یقیناً قبول کر لیں گے تو تم اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لینا۔ عبدالرحمن بن عوف نے تشویش ظاہر کی کہ اگر علیؑ یہ شرطیں قبول کر لیں تو کیا ہوگا؟

عمرو بن عاص نے کہا علیؑ سیرت شیخین کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ تیسرے دن یہی ہوا۔ حضرت علیؑ نے سیرت شیخین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تب عثمان کے سامنے یہ شرطیں رکھی گئیں اور انھوں نے قبول کر لیا اور خلیفہ بنا دئے گئے۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی ج ۱ ص ۱۹۲۔

ملا علی قاری جو اہلسنت کی معتبر ترین عالم ہیں اپنی کتاب شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۳ طبع محمد سعید کراچی لکھتے ہیں: قول عبدالرحمن بن عوف لکل منہما اولیک علی ان تعمل بکتاب اللہ و سنتہ رسول اللہ ﷺ و سیرۃ الشیخین فابی علیؑ ان یقلدہما و رضی عثمان! یعنی عبدالرحمن ابن عوف نے ان (حضرت علیؑ) سے پوچھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اور سیرت شیخین پر عمل کرو گے؟ تو حضرت علیؑ نے سیرت شیخین سے انکار کیا اور حضرت عثمان اس پر راضی ہو گئے۔ معتز تواریخ جیسے طبری حصہ سوم کا اول ص ۲۸۳؛

تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی طبع نفیس اکیڈمی ص ۱۵۸۔ D

یہ تھا وہ پکڑ جس کے نتیجہ میں ہر پھر کے خلافت کی تان حضرت عثمان پر ٹوٹی تھی اور تشکیل شوری کا مقصد وہ دعابھی یہی تھا جو پہلے سے طے شدہ اور حضرت عمر کے ذہن میں محفوظ تھا۔ چنانچہ مورخین لکھتے ہیں: عن حذیفۃ قال قلت لعمر بالموقف من الخلیفۃ بعدک قال عثمان ابن عفان۔ موقوف حج میں حذیفہؓ نے حضرت عمر سے پوچھا کہ: آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ تو حضرت عمر نے کہا: عثمان بن عفان۔ تاریخ ابن عساکر ج ۳ ص ۱۸۸؛ الثقات ابن حبان ج ۸ ص ۶۷؛ کنز العمال ج ۵ ص ۳۶؛ سلسلہ ۱۲۵۹؛ ریاض النضرۃ حالات عثمان ج ۳ ص ۵۲۔

شوری کے متعلق چند رائیں:

Justice Amir Ali is critical of Omar's Shura that led to Osman's appointment (page 45, History of the Saracens).states: " In deviating, however from the example of his predecessor he made a mistake which paved the way to Omayyad intrigue "

جسٹس امیر علی نے انگریزی تاریخ اسلام میں لکھا ”خلافت کو شوری کے حوالے کرنے میں خلیفہ دوم سے ایسی غلطی سرزد ہوئی جس نے بنی امیہ کی سازشوں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ بنی امیہ سے عثمان خلیفہ ہوئے جن کا انتخاب اسلام میں بتائی کا باعث ہوا۔

علامہ ابن عبد ربہ اپنی کتاب عقد فرید جلد ۲ ص ۲۰۳ میں لکھا ہے کہ اُوفد ابن حصین علی معاویۃ فأقام عنده ما أقام ثم إن معاویۃ بعث إلیہ لیلا فخلا بہ فقال له: یا بن حصین قد بلغنی أن عندک ذہنا و عقلا فأخبرنی عن شیء أسالک عنہ۔ قال: سئلنی؛ عما بدالک۔ قال: أخبرنی ما الذي شئت أمر المسلمین و فرق أہوائہم و خالف بینہم قال: نعم قتل الناس عثمان۔ قال: ما صنعت شیئا؛ قال فمسير علی إلیک و قتلہ إیاک؛ قال ما صنعت شیئا؛ قال ما عندي غیر هذا یا امیر المؤمنین؛ قال: فأنا أخیرک إنہ لم یشتت بین المسلمین ولا فرق أہواء ہم ولا خالف بینہم إلا الشوری التي جعلها عمر إلی ستة نفر: ابن حصین سے معاویہ نے کہا: تو بڑا ذہین ہے یہ بتلا وہ کون سا امر تھا جو مسلمانوں میں انتشار اور اختلاف کا باعث ہوا؟۔ ابن حصین نے کہا: قتل عثمان، معاویہ نے کہا: نہیں، ابن حصین نے کہا کہ: علیؑ کا خلیفہ ہونا اور آپ سے جنگ، معاویہ نے کہا: نہیں۔ معاویہ نے کہا سنو! یہ سب شوری کی وجہ سے ہوا جو عمر نے چھ آدمیوں کے درمیان قائم کیا۔ مراد)

العاص اور عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کو تحریر کرنے کا حکم دیا۔ اور جب کہ حصہ کے بھیجے ہوئے اوراق کو مصحف میں لکھ چکے تو عثمان نے اُن اوراق کو حصہ کے پاس واپس کر دیا اور اطراف ملک میں ایک ایک قرآن جو اُن صاحبان نے لکھے تھے روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ اُن کے سوا جو قرآن کے اوراق یا مجموعہ اوراق موجود ہو انہیں جلادیا جائے۔ ص ۲۵۴ تا ۲۵۵۔

تبصرہ قرآن کے جمع کرنے پر:

(أَنْ عَلِيَّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ كَانَ جَمَعَهُ لَمَّا قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ وَأَتَى بِهِ يَحْمِلُهُ عَلِيٌّ جَمَلٌ فَقَالَ هَذَا الْقُرْآنُ قَدْ جَمَعْتَهُ .تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۳۵؛ :دور خلافت ابوبکر میں حضرت علیؑ نے قرآن جمع کرنے کے بعد اوراق قرآن کو ایک اونٹ کی پشت پر رکھا اور اسے لے کر مسجد نبوی کی طرف تشریف لائے۔ اُس وقت حضرت ابوبکر کے اطراف لوگ جمع تھے حضرت علیؑ نے ابوبکر کو مخاطب ہو کر فرمایا: یہ قرآن ہے جس کو میں نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ جمع کیا ہے۔ حضرت علیؑ کو یہ جواب ملا: لا حاجة لنا به عندنا مثله . الاحتجاج الطبرسی جلد اول ص ۱۰۷۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہمارے پاس اس کی مثل موجود ہے۔ مراد) قرآن کے لکھنے کی کمیٹی کے افراد:

زید بن ثابت کے بارے میں اتنا لکھنا ہی کافی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود بزرگ صحابی رسول نے ان کے بارے میں یہ فرمایا: يقول لقد أخذت من في رسول الله ﷺ سبعين سورة كان زید بن ثابت لصبي من الصبيان۔ یعنی جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ۷۰ قرآن کے سوروں کی تعلیم دے چکے تھے اس وقت زید بن ثابت طفل تھے اور اطفال میں رہتے تھے۔ فتح الباری ج ۹ ص ۱۶، ابن عساکر ج ۳ ص ۱۳۹ بحوالہ مسند احمد ۳/۸۲؛ ۳۸۱؛ ۳۸۲؛ ۳۸۳؛ ۳۸۴۔ انہوں نے خلافت چہارم کے وقت حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی تھی۔

عبد اللہ ابن زبیر۔ جو متفق علیہ ایک ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور قرآن جمع کرتے وقت ان کا سن صرف ۳۰ سال یا اس سے بھی کم تھا۔ یہ بیعت علیؑ تو دور کی بات ہے یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو جنگ جمل کی بنیاد ہیں۔

سعید بن عاص۔ ان کے ولادت بھی ایک ہجری کی ہے اور ان کے باپ کو حضرت علیؑ بدر میں قتل کر دیا تھا انہوں نے بھی بیعت علیؑ سے انکار کیا۔ عبدالرحمن بن الحارث۔ وقت وفات رسول اکرم ﷺ یہ دس برس کے تھے یعنی ایک ہجری۔ ان کے باپ حارث طاعون سے مرنے کے بعد ان کی ماں سے عمر ابن خطاب نے نکاح کر لیا تھا یہ عمر ابن خطاب کے زیر پرورش رہے۔ عثمان نے اپنی بیٹی مریم سے نکاح کر دیا تھا۔ یہ جنگ جمل میں عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ ساتھ رہے۔ اُسد الغابۃ ج ۳ ص ۲۸۲ حالات عبدالرحمن بن حارث۔

یاد رہے کہ اس وقت حضرت علیؑ کے علاوہ مشہور مفسرین عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن مسعود، ابی بن کعب، عمار یاسر، ابوذر، مقداد جیسے اکابر صحابہ موجود تھے۔

اب اس لکھے ہوئے قرآن کا کیا ہوا یہ بھی ملاحظہ ہو جائے:

عن محرز بن ثابت مولى مسلمة بن عبد الملك، عن أبيه قال : كنت في حرس الحجاج ابن يوسف ، فكتب الحجاج المصاحف ، ثم بعث بها إلى الامصار ، و بعث بمصحف إلى المدينة، فكره ذلك آل عثمان، فقيل لهم : أخرجوا مصحف عثمان، يقرأ . فقالوا: أصيب المصحف يوم مقتل عثمان۔ ترجمہ: محرز ابن ثابت مولى مسلمة بن عبد الملك نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں حجاج بن یوسف کے پاس رہا کرتا تھا۔ حجاج ابن یوسف نے قرآن مجید جمع کر کے لکھا اور اُس کو تمام شہروں میں بھیج دیا۔ اسی سلسلے میں ایک مصحف مدینہ بھی بھیجا گیا۔ عثمان کی اولاد نے جب اس قرآن کو دیکھا تو بہت تنگ دل ہوئے لوگوں نے اس کا احساس کرتے ہوئے آل عثمان سے کہا: حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن نکالو تاکہ پڑھا جائے۔ تو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ: سخت افسوس تو اُسی کا ہے کہ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن تو اُسی دن فوت ہو گیا جس دن اُن کا قتل ہوا۔ مذکور ہے تاریخ المدینة عمر ابن شبة النمیری متوفی ۲۶۲ھ طبع دار الفکر ج ۱ ص ۷؛ تاریخ وفاء الوفا بأخبار دار المصطفى' تالیف نور الدین علی بن أحمد السمهودی المتوفی ۹۱۱ھ ج ۲ ص ۶۶۷ طبع دار احیاء التراث العربی۔

ان مصحف عثمان تعیب فلم مجد له خبراً بین الاشیخ۔ تاریخ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۶۹۔ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن قطعاً غائب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگوں میں اس کا کوئی ذکر پاتے ہیں اور نہ تذکرہ۔ مراد) تبصرہ ختم}

مناقب امیر المؤمنین و امام الشجعین اسد اللہ الغالب علی ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بکثرت ہیں۔ اور ان (رضی اللہ عنہ) کے مناقب میں سے جو ان کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ ہے کہ وہ جوف کعبہ میں پیدا ہوئے۔ بلاشبہ اخبار متواتر میں اس بارے میں کہ فاطمہ بنت اسد نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو جوف کعبہ میں جنم دیا۔ ص ۳۰۵ تا ۳۰۶

صحابہ اور تابعین میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ بعد خدا پھر رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے مسلمان وہی ہیں۔ ص ۳۰۶
بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو رسول اللہ ﷺ مکہ کی بعض گھاٹیوں کی طرف نکل جاتے تھے اور ان کے ساتھ حضرت علی ابن ابی طالب رہتے تھے۔ ص ۳۰۷

قال ابی طالبؑ اما انہ لم یدعک الا الی خیر فالزمہ (سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۱۶۲؛ سیرۃ الہدی فی سیرۃ خیر العباد الصلاحی الشامی متوفی ۹۲۲ھ ج ۲ ص ۳۰۱) حضرت ابوطالبؑ نے حضرت علیؑ سے فرمایا خبر ادر محمدؐ نے تجھے دعوت نہیں دی مگر خیر کی طرف تو اس کو لازم رکھ۔ ص ۳۰۹

جب حضرت ابوطالب نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے تعزیت میں حضرت علیؑ کو تسلی دینے میں اور ان کے لئے دعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ ص ۳۰۹

ہجرت سے پہلے آنحضرت ﷺ حضرت علیؑ کے ساتھ منتظر الخلافت کے مانند معاملہ کیا کرتے تھے جو کہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ ص ۳۱۰
نسائی نے کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناحیہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت علی ابن ابی طالب سے سوال کیا کہ: اے امیر المؤمنین اپنے چچا کے بیٹے کے آپ کیسے وارث ہوئے اپنے چچا کو چھوڑ کر؟۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی اولاد عبدالمطلب کو اور ان کے لئے ایک مکھانا تیار کرایا (یعنی تقریباً ایک سیر) سب لوگوں نے پیٹ بھر کھایا اور کھانا بچ رہا جتنا بھی تھا، پھر آپ نے ایک پیالہ منگایا تو سب نے اُس میں سے سیر ہو کر پیا اور اُس میں شربت باقی رہ گیا تھا۔ گویا کہ اُس کو چھیرا ہی نہیں گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اولاد عبدالمطلب! میں تمہاری طرف خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

اور تم نے دیکھ لیا اس اُمت میں سے جو کچھ تم نے دیکھا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی اور ساتھی اور وارث بنے تو کوئی بھی اُن کی طرف نہ بڑھا۔ تو میں (حضرت علیؑ) اُن کی طرف بڑھا اور حالانکہ میں اُن میں سب سے چھوٹا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ: بیٹھ جاؤ، پھر آپ نے وہی بات ارشاد فرمائی، تین مرتبہ اور میں ہر مرتبہ اُٹھتا رہا اور وہ (آنحضرتؐ) کہتے رہے بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پہ مارا۔ پھر علیؑ نے کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچا کے بیٹے کا وارث ہوا ہوں چچا کو چھوڑ کر۔ ص ۳۱۰ تا ۳۱۱

نسائی سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے کہا کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے تو رسول اللہ ﷺ میرے کاندھے پر چڑھ گئے اور ”میں اُن کو اُٹھائے ہوئے کھڑے ہوئے تھا“ (یہ جملہ راوی کے طرف سے ہے) پھر جب رسول اللہ نے میری کمزوری دیکھی، کہا بیٹھ جاؤ تو بیٹھ گیا تو نبی ﷺ اترے اور میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے کاندھوں پر چڑھ جاؤ اور مجھ کو لیکر کھڑے ہو گئے تو علی علیہ السلام (علیہ السلام) شاہ

ولی اللہ نے لکھا ہے) کہتے ہیں فقال علی علیہ السلام انه لیخیل الی انی لوشئت لملت افق السماء۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۸۴)؛

مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۶۷؛ سنن الکبریٰ نسائی ج ۵ ص ۱۴۲ حضرت علیؑ نے فرمایا: میری یہ حالت تھی کہ مجھے محسوس ہو رہا تھا اگر میں چاہوں تو آسمان کے افق پر پہنچ جاؤں۔ تو علیؑ کعبہ پر چڑھے اور اُس پر ایک بت تھا بیتل یا تانبے کا۔ تو میں نے اُس پر زور لگانا شروع کیا اور اُسے اکھاڑ دیا اور پھینک دیا پھر اُس کو توڑا جیسا کہ شیشہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ ص ۳۱۱

جب اصحاب کے درمیان مواخات واقع ہوئی، آنحضرت ﷺ نے حضرت مرتضیٰ کو اپنا بھائی فرمایا اور ارشاد فرمایا انت اخي في الدنيا والآخرة۔
ص ۴۱۳ تا ۴۱۴

ابو عمر نے عبید اللہ بن محمد بن سماک بن جعفر ہاشمی سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؑ کا نکاح کیا حضرت علی ابن ابی طالب کے ساتھ اور وہ سنہا یوم تزوجھا خمس عشرۃ سنۃ و خمسۃ اشھر و نصفاً حضرت فاطمہؑ نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ کی تھیں اور حضرت علی اکبرؑ کی پانچ ماہ۔ (غزوہ اُحد ۳ ہجری مکہ میں بعثت کے بعد ۱۳ سال اس طرح سیدہ عالم بعثت کے بعد ہی اس دنیا میں تشریف لے آئیں)۔ ص ۴۱۷ تا ۴۱۸

ابن ہشام نے کہ مجھ سے اہل علم نے روایت کی ہے کہ ابن ابی بنخیح نے کہا کہ ایک نذا کرنے والے نے اُحد کے دن ندا کی لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی الکرار۔ (ص ۴۲۲ پر اردو ترجمہ نے حضرت علی کا نام نکال دیا صرف لا سیف الا ذوالفقار۔ مگر عربی عبارت ص ۴۲۳، میں لا فتی الا علی الکرار موجود ہے)۔ ص ۴۲۲ تا ۴۲۳

عن علیؑ قال جاء النبي ﷺ أناس من قريش فقالوا يا محمد أنا جيرانك و حلفائك و ان من عبيدنا قد اتوك ليس لهم رغبة في الدين ولا رغبة في الفقه انما فروا من ضيائنا و اموالنا فاردوهم الينا فقال لابي بكر ما تقول فقال صدقوا انهم لجيرانك و حلفائك فتغير وجه النبي ﷺ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم لجيرانك و حلفاءك فتغير وجه النبي ﷺ ثم قال يا معشر قريش والله ليعثن الله عليكم رجلاً منكم قد امتحن الله قلبه للايمان وليضربنكم على الدين او يضرب بعضكم قال ابو بكر انا هو يا رسول الله؟ قال لا، قال عمر انا هو يا رسول الله؟ قال لا ولكن ذلك الذي يخصف النعل و قد كان اعطى علياً نعله يخصفها مسند احمد ج ۶

ص ۸؛ مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۵۲؛ فتح الباری ج ۷ ص ۳۶۷، ابن عساکر ج ۴ ص ۱۱۰؛ طبری (عربی) ج ۲ ص ۳۰۱۔ روایت کیا نسائی اور حاکم نے اور الفاظ نسائی کے ہیں۔ مروی ہے علیؑ سے کہا: نبی ﷺ کے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اے محمدؐ! ہم آپ کے پڑوسی ہیں اور آپ کے حلیف ہیں کچھ غلام آپ کے پاس آگئے ہیں ان کو نہ دین میں رغبت ہے نہ سمجھ کی باتوں سے دلچسپی وہ تو صرف ہم سے بھاگے ہیں۔ آپ ان کو ہماری طرف لٹا دیتے۔ تو آپ نے ابو بکر سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ ابو بکر نے جواب دیا یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں۔ یہ سن کر نبی ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے عمر ابن خطاب سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے بھی وہی کہا کہ یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں یہ آپ کے پڑوسی ہیں اور حلیف ہیں۔ تو نبی ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے گروہ قریش! واللہ میں تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے قلب کے ایمان کے بارے میں اللہ امتحان لے چکا اور وہ تم کو دین کے سلسلہ میں سزا دے گا۔ اس پر ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ پھر عمر نے پوچھا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ؟ فرمایا نہیں لیکن وہ جو ہے جو جو تا گا ٹھہرا ہے۔ آپ نے اپنا جو تا دیا تھا علیؑ کو جس کو وہ گا ٹھہرا ہے تھے۔ (چند مشہور کتابوں کے حوالے یہ ہے: مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۳، سنن ترمذی ج ۵ ص ۲۹۸؛ مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۱۳۸، ج ۳ ص ۱۲۳، ج ۴ ص ۲۹۸؛ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۸۶، ج ۹ ص ۱۳۳؛ السنن الکبریٰ امام نسائی ج ۵ ص ۱۲۸؛ کنز العمال ج ۷ ص ۳۲۶؛ تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۱۴۴، ج ۸ ص ۴۲۳؛ اکمال الکمال ابن ماکولہ ج ۱ ص ۲۲۸؛ ابن عساکر تاریخ دمشق ج ۲ ص ۳۲۲)۔ ص ۴۲۵

سلمہ کہتے ہیں خیبر میں جب حضرت علیؑ علم لے کر نکلے ہم بھی ان کے پیچھے قدم بقدم چلے یہاں تک انہوں (علیؑ) نے اپنے علم کو قلعہ کے نیچے پتھر کے ایک ٹیلے پر گاڑ دیا تو یہود نے ان کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور انہوں نے (یہود) کہا کہ تم کون ہو؟ انہوں (علیؑ) نے کہا میں علی ابن ابی طالب ہوں۔

یہ سن کر یہود کہنے لگے کہ قسم ہے اُس چیز کی جو نازل ہوئی موسیٰ پر تم عالی مرتبہ ہو (او کما قال) ابن عساکر ج ۴ ص ۸۹ اور ۹۱ ص ۴۲۶
رجل من یہود فطره ترسه من یدہ فتناول علی بابا کان عند الحصن ففتس بہ عن نفسه فلم یزل فی یدہ و هو یقاتل حتی فتح اللہ علی
یدیہ ثم الفاه من یدہ حین فرغ فل قدر رأیتنی فی نفر سبعة انا منهم نجهد علی ان تقلب ذلک الباب فما نقدر (مسند احمد بن
حنبل ج ۶ ص ۸؛ مجمع الزوائد الہیثمی ج ۶ ص ۱۵۲؛ فتح الباری ابن حجر ج ۷ ص ۳۶۷؛ ابن عساکر ج ۴ ص ۱۱۰؛
طبری (عربی) ج ۲ ص ۳۰۱۔ ابورافع کہتے ہیں: ایک یہودی نے علیؑ پر وار کیا تو آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو انہوں نے ایک دروازہ (مترجم
نے کیواڑ لکھا ہے) جو قلعہ کا تھا اُسے اٹھالیا اور اُس کو ڈھال بنا لیا اور جب تک وہ جنگ کرتے رہے برابر اُن کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن
کے ہاتھ پر فتح کر دی۔ پھر انہوں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے ڈال دیا جب کہ وہ فارغ ہو گئے تو اللہ میں نے دیکھا سات آدمیوں اور اُن میں میں بھی تھا
ہم سب مل کر اُس دروازہ کو پلٹنے کی کوشش کرتے رہے مگر قادر نہ ہوئے۔ ص ۴۲۷ تا ۴۲۸

قال لعلی انت منی وانا منک : صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر ج ۳ ص ۱۶۸ مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۸؛ شرح مسلم ج ۱
ص ۱۹۵؛ تفسیر قرطبی ج ۱۵ ص ۲۱۵؛ الدر المنثور ج ۶ ص ۷۵؛ تاریخ بغداد خطیب ج ۴ ص ۳۶۴؛ أسد الغابۃ ج ۳ ص
۲۰۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ ص ۴۲۸

جب نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا ارادہ کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ الزہرا اور حضرت حسن اور حضرت حسین کو مباہلہ
کے لئے حاضر فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی ندع ابناءنا وابتناکم۔۔ الخ تو رسول اللہ ﷺ نے بلایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین (علیہما السلام)
اور کہا یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ص ۴۲۹

حدیث منزلت افلا ترضیٰ یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ ص ۴۳۴
سورۃ براءت اور ابوبکر کی معزولی۔ ص ۴۳۴ تا ۴۳۶

اور جب آپ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو مقام غدیر میں آپ نے خطبہ دیا جو حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل کے اظہار پر مشتمل تھا۔ حاکم اور ابو عمرو وغیرہما نے
روایت کیا اور یہ الفاظ حاکم کے ہیں مروی ہے زید بن ارقم سے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے لوٹے اور غدیر خم میں اترے تو آپ نے بیڑھیوں کے
بارے میں حکم دیا تو وہ صاف کر دی گئیں۔ (یہاں مترجم مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی نے اپنی عصبیت کا اظہار کیا ہے۔ اردو ترجمہ جو عربی متن سے
مختلف ہے پیش کریں گے۔ مراد)۔ اور فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں نے دعوت قبول کی میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک
دوسرے سے بڑی ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے اصحاب تو تم غور کرو گے تو وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پر وارد
ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل میرا محبوب ہے اور میں ہر مومن کا محبوب ہوں پھر آپ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں جس کا محبوب ہوں
علی بھی اُس کے محبوب ہے۔ یا اللہ آپ اُس سے محبت کریں جو علی سے محبت کرے اور اُس سے عداوت کریں جو علی سے عداوت کرے۔
(اب عربی متن اسی کتاب کے صفحہ ۴۴۰ پر ہے ملاحظہ کریں):

اخرج الحاکم و ابو عمرو وغیرہما و هذا لفظ حاکم عن زید بن ارقم لما رجع رسول اللہ ﷺ من حجۃ الوداع و نزل غدیر خم امر
بدرجات فقمم قال کانتی قد دعیت فاجبت انی ترکت فیکم الثقلین احدہما اکبر من الآخر کتاب اللہ تعالیٰ و عترتی فانظروا
کیف تخلفونی فیہما فانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ عزوجل مولای وانا ولی کل مؤمن ثم اخذ بید علی

رضی اللہ عنہ فقال من كنت وليه فهذا وليه - اللهم وال من والاه و عاد من عاداه۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی تحریف کی، الحاکم کی مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۰۹ سے اصلی عبارت پیش کرتے ہیں:

عن زید بن ارقم لما رجع رسول اللہ ﷺ من حجة الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقممن قال کانتی قد دعیت فاجبت انی ترکت فیکم الثقلین احد ہما اکبر من الآخر کتاب اللہ تعالیٰ و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیہما فانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ عزوجل مولای وانا ولی کل مؤمن ثم اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال من كنت مولاه فهذا ولیہ۔ اللهم وال من والاه و عاد من عاداه۔

اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ ﷺ من الفضائل ماجاء لعلی بن ابی طالب۔ ص ۴۴۲۔ سمعت أحمد بن حنبل يقول: ماجاء لأحد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من الفضائل ماجاء لعلی بن أبی طالب: احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اصحاب رسول میں سے کسی کی فضیلت میں اتنی حدیثیں آنحضرت ﷺ سے وارد نہیں ہوئی ہیں جتنی حدیثیں علی ابن ابی طالب کے بارے میں موجود ہیں۔ مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۰۷؛ ابن عساکر ج ۴ ص ۴۱۸۔ الامامة والسياسة ابن قتيبة الدينوري ج ۱ ص ۹۱ دارالکتب العلمیة بیروت۔

عن عمر بن الخطاب، قال: قال رسول الله ﷺ: ما اكتسب مكتسب مثل فضل علي، يهدي صاحبه الى الهدى، ويرده عن الردى۔

عمر ابن خطاب کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی حاصل کرنے والے نے علی جتنی فضیلتیں حاصل نہیں کیں۔ وہ اپنے ساتھی کی ہدایت کرتے ہیں اور ہلاکت سے اُسے بچاتے ہیں۔ معجم الاوسط طبرانی ج ۵ ص ۷۹۔ ریاض النضرة محب طبری طبع دارالکتب العلمیة بیروت ج ۳ ص ۱۸۹۔

قال أحمد بن حنبل وإسماعيل ابن اسحاق القاضي: لم يرو في فضائل أحد من الصحابة با لأسانيد الحسان ما روي في فضائل علي أبي طالب۔ احمد بن حنبل اور اسماعیل بن اسحاق قاضی نے کہا: کسی بھی صحابی کے فضائل عمدہ اسناد کے ساتھ اتنی روایتیں بیان نہیں کی گئیں جتنی روایتیں علی ابن ابی طالب کے فضائل کے بارے میں موجود ہیں۔ تہذیب التہذیب ابن حجر ج ۵ ص ۷۰۱ دارالفکر بیروت؛ الاصابة ج ۴ ص ۴۶۲؛ الاستيعاب ج ۲ ص ۲۶۶)

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ ہم موضوع احادیث اور ایسی احادیث کے درج کرنے کے سے جن کا ضعف شدید ہے جو نہ مؤید بنانے کے لئے کارآمد ہوں اور نہ شواہد بن سکیں اعراض کرتے ہیں اور جو حدیث صحت اور حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی ہے اُسی کو ہم روایت کریں گے۔ لکھتے ہیں ”اب سننے یہ حدیث متواتر میں سے ہے کہ تو میرے لئے اُس مرتبہ میں ہے جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ کے۔ یہ حدیث روایت کی گئی سعد ابن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس وغیرہم اور متواتر میں سے ہے: میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے اے اللہ! اُس محبت کر جو اس سے محبت کر اور اُس سے عداوت کر جو اس سے عداوت کرے۔ ص ۴۴۲ (اس کا فارسی اور عربی متن یوں ہے: ما از ایراد احادیث موضوعہ واحادیث شديدة الضعف کہ بکار متابعت و شواہد نمی آید تحاشی داریم وانچه در مرتبہ صحت و حسن است یا ضعیف متحمل دارد آن را روایت کنیم فمن المتواتر: انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ روی

ذک عن سعد ابن ابی قواص واسماء بنت عمیس و علی ابن ابی طالب و عبد اللہ ابن عباس وغیرہم ومن متواتر حدیث انا من علی و علی منی اللہم وال من والہ و عاد من عادہ۔ ص ۴۴۴

اور متواتر میں سے ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی انما یرید اللہ لیدھب۔ الخ ۳۳:۳۳۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے اے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً اور باطناً) پاک و صاف رکھے تو رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن، اور حسین کو بلایا۔ یہ روایت کی گئی اس حدیث کی سعد، اور ام سلمہ اور واہلہ اور عبد اللہ بن جعفر، اور انس بن مالک نے۔ ص ۴۴۳ تا ۴۴۴۔

امر معاویۃ بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعک ان تسب ابا تراب۔۔۔ (صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۰؛ فتح الباری ج ۷ ص ۶۰۔ معاویہ نے حکم دیا سعد ابن ابی وقاص کو اور کہا تم کو کیا بات مانع ہے اس سے کہ تم ابوتراب کی مذمت کرو۔ سعد نے کہا سمجھ لو کہ جب تک مجھ کو تین باتیں یاد رہیں گی جن کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں علی کو ہرگز برانہ کہوں گا۔ بلاشبہ ان میں سے ایک بھی اگر میرے لئے ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو ان (علی) سے فرما رہے تھے کیا تم اس پر راضی نہیں ہے کہ تم میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ اور جب خیبر میں علم دینے کا وقت آیا تو یہ فرمایا کل علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں اور جب یہ آیت نازل ہوئی تعالوا ندع ابنانا و ابناء کم تو رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن، اور حسین کو بلایا اور کہا یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ص ۴۴۴ تا ۴۴۵۔

حاکم نے اور نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کی ہے کہ علی نے اپنی ذات کو سختی میں ڈالا یعنی شب ہجرت علی نے نبی ﷺ کی چادر اوڑھی پھر آپ کی جگہ سو گئے : کان المشرکون یرمون رسول اللہ ﷺ فجاء ابو بکر و علی نائم قال ابو بکر یحسب انه رسول اللہ ﷺ قال فقال یا نبی اللہ فقال له علی ان نبی اللہ قد انطلق نحو بیر میمون فادرکہ قال فانطلق ابو بکر فدخل معه الغار۔ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۳۔ ابن عباس نے کہا کہ مشرکین رسول اللہ پر ڈھیلے پھینک رہے تھے اور ابو بکر جب آئے اور دیکھا علی کو جو سو رہے تھے یہ گمان کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ابو بکر نے کہا یا نبی اللہ تو علی کہا نبی اللہ تو بیر میمون کی طرف جا چکے ہیں۔ پھر ابو بکر چلے گئے اور غار میں داخل ہو گئے۔ (وہ روایت کہ ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ ایک دوپہر کو ابو بکر کے گھر گئے اور وہاں سے ابو بکر کو ساتھ لیا اور غار کے جانب روانہ ہوئے۔ اس روایت کی بنا پر رد ہو جاتی ہے۔ مراد) ص ۴۴۔

سد رسول اللہ ﷺ ابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنباً و هو طریقہ لیس له طریقہ مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۹؛ مجمع الزوائد الہیثمی ج ۹ ص ۹؛ تاریخ کبیر بخاری ج ۱ ص ۴۰۸؛ فتح الباری ابن حجر ج ۷ ص ۱۳؛ أسد الغابۃ ج ۳ ص ۲۱۴؛ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۲۵؛ مجمع الاوسط ج ۴ ص ۱۸۶؛ ابن عساکر ج ۴ ص ۱۳۸ :

بند کردئے رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے دروازے سوائے علی کے دروازے کے تو وہ بحالت جنابت مسجد میں داخل ہوتے تھے جب کہ اُس راستے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ ص ۴۴ تا ۴۴۸

ایک شخص شام والوں کے طرف سے آیا اور اُس نے ابن عباس کے سامنے حضرت علی کو گالی دی تو ابن عباس نے اُسپر پتھر مارا اور کہا اے دشمن خدا تو نے رسول اللہ کو ایذا دی اس کے لئے قرآن میں ہے ان الذین یوذون اللہ ۳۳:۵۷) بیشک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار رکھا ہے۔ ص ۴۴۹

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔ ص ۴۵۰

مروی ہے ابو ذرؓ سے کہ کہا کہ ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر اللہ اور اُس کے رسول کی تکذیب سے اور نماز میں پیچھے رہ جانے سے اور بغض علیؑ سے۔ ص ۴۵۱
روایت ہے جابر بن عبد اللہؓ سے کہتے ہیں کہ میں نے سُنّا رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے تو جو علم کا ارادہ کرے اُس کو چاہئے کہ دروازے سے آئے۔ ص ۴۵۱

زید بن ارقم سے مروی ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص یہ چاہتا ہو میری زندگی کی طرح زندگی گزارے اور میری موت کی طرح مرے اور جنت الخلد میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا تو اُس کو چاہئے کہ اطاعت کرے علیؑ ابن ابی طالب کی کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستے سے نہ ہٹنے دے گا۔ اور گمراہی میں ہرگز داخل نہ کرے گا۔ ص ۴۵۱

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؑ سے کہ: اللہ نے تمام زمین والوں کی طرف دیکھا اور پھر دو آدمیوں برگزیدہ کیا اُن دونوں میں سے ایک آپ کا باپ ہے اور دوسرا آپ کا شوہر۔ ص ۴۵۱

حدیث طبر۔ عن أنس بن مالك قال كنت اخدم رسول الله ﷺ فقدم لرسول الله ﷺ فرخ مشوى فقال اللهم ائتني باحب خلقك اليك يا كل معى من هذا الطير، قال فقلت اجعله رجلا من الانصار فجاء عليؑ فاستاذن فقال انس ان رسول الله ﷺ عليؑ حاجة ثم جاء فقال رسول الله ﷺ افتح فدخل فقال رسول الله ﷺ ما حملك علي ما صنعت فقلت يا رسول الله ﷺ

سمعت دعاءك فاحببت ان يكون رجلا من قومي فقال رسول الله ﷺ ان الرجل قد يحب قومه - مستدرک الصحيحين ج ۳
ص ۱۳۰؛ ترمذی ج ۵ ص ۳۰۰؛ ابن عساکر ج ۲۲ ص ۲۵۱؛ معجم كبير ج ۷ ص ۸۲؛ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۲۶ - انس بن مالک سے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک بھنا ہوا پرندہ پیش کیا گیا۔ تو آپ نے دعا کی: یا اللہ! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دے جو تیری مخلوق میں سب سے زیادہ تجھ کو محبوب ہے تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے۔ انس کہتے ہیں کہ: میں نے اپنے دل میں کہا انصار میں سے کوئی شخص آجائے۔ پھر دیکھا کہ علیؑ آئے تو میں نے باہر ہی باہر سے اُن سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی کام میں مصروف ہیں۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر علیؑ آئے تو میری گفتگو رسول اللہ ﷺ نے سُنّی اور آواز دی کہ: انس! دروازہ کھول۔ جب وہ (علیؑ) اندر آئے تو اپنی واپسی کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ یہ سُن کر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: تجھ کو اس فعل پر کس بات نے آمادہ کیا؟ تو میں نے جواب دیا: کہ جب میں نے آپ کی دعائے تو میرے دل نے چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں کاہوا۔ ص ۴۵۲ تا ۴۵۳

(عن عبد الله بن سعد زرارۃ عن ابيه قال قال رسول الله ﷺ أوحى الى في علي ثلاث انه سيد المؤمنين (سيد المسلمين)، وامام المتقين، وقائد الغر المحجلين۔ الكامل، عبد الله بن عدی متوفى ۳۶۵ هـ ج ۷ ص ۱۹۹ طبع دار الفكر بيروت: عبد الله بن سعد بن زرارہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر علیؑ کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی یہ کہ وہ مؤمنین کے سردار ہیں، متقین کے پیشوا ہیں اور سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کو بھیج کر لے چلنے والے ہیں (یعنی صالحین کا رہبر)۔ ص ۴۵۲

عن ام سلمةؓ قالت والذى احلف به ان كان على لا قرب الناس عهدا برسول الله ﷺ عدنا رسول الله ﷺ غداة وهو يقول جاء

وَأَمَّا حَدِيثُ الطَّيْرِ فَلَهُ طَرُقٌ كَثِيرَةٌ جَدَا قَدِ افْرَدَ تَهَا بِمُصَنَّفٍ وَ مَجْمُوعِهَا يَوْجِبُ أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ لَهُ أَصْلٌ وَأَمَّا حَدِيثُ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ فَلَهُ طَرُقٌ جَيِّدَةٌ وَقَدْ افْرَدَتْ ذَلِكَ أَيْضًا۔ امام ذہبی تذکرۃ الخفاظ حالات امام حاکم نیشاپوری میں لکھتے ہیں: حدیث الطیر بہت سندوں سے مروی ہے میں (یعنی ذہبی) نے ان سب کو ایک الگ کتاب میں جمع کیا ہے ان کے دیکھنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اس حدیث کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ رہی حدیث ”من کنت مولاه فعلى مولاه“ تو یہ بہت سی عمدہ سندوں سے مروی ہے۔ میں نے اس کے لئے بھی ایک علیحدہ کتاب لکھی۔ تذکرۃ الخفاظ ج ۳ طبقہ ۱۳ ص ۷۰۳ طبع اسلامک پبلسنگ ہاؤس لاہور پاکستان۔ (مراد)

علی جاء علی مرارا فقالت فاطمةؑ کانک بعثتہ فی حاجة قالت فناء بعد قالت ام سلمة فطننت ان له اليه حاجة فخرجننا من البيت فقعدنا عندالباب و كنت من ادناهم الى الباب فاکب عليه رسول الله ﷺ وجعل يشاوره ويناجيه ثم قبض رسول الله ﷺ من يومه ذلك فكان علی اقرب الناس عهدا۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ترین علیؑ تھے آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لئے گئے تو آپ کو یہ فرماتے سنا: کیا علیؑ آگئے؟ کیا علیؑ آگئے؟ کئی مرتبہ تو حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: وہ آپ کے کسی کام سے گئے ہوتے ہیں۔ پھر ذرا دیر بعد جب علیؑ آگئے۔ ام سلمہؑ نے کہا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپ کو علیؑ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب باہر آگئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازہ سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ علیؑ کی طرف جھکے ہوئے سرگوشی کر رہے تھے اور اُن سے کچھ بات کر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۰؛ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۹؛ المصنف ج ۷ ص ۴۹۴؛ مسند ابی یعلیٰ ج ۱۲ ص ۳۶۴؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۳۶ سلسلہ ۲۵۶ تا ۲۵۵ ص ۳۶۴)

قال رسول الله امانت يا علي فختني و ابو ولدي انت مني و انا منك۔ تاريخ بغداد خطيب ج ۹ ص ۶۴؛ تفسير قرطبي ج ۱۳ ص ۶۰؛ مجمع الزوائد الهيثمي ج ۹ ص ۲۷۵ محمد بن اسامہ بن زيد سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: يا علي تو ميراداماد ہے اور ميرے بیٹوں کا باپ ہے میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے۔ ص ۴۵۸

فقال رسول الله ﷺ ما انتجيتہ ولكن الله انتجاه۔ ترمذی ج ۵ ص ۳۰۳؛ معجم كبير طبرانی ج ۲ ص ۱۸۶۔ مروی ہے جابر ابن عبد اللہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم طائف میں علیؑ کو بلایا اور اُن سے سرگوشی کرتے رہے تو لوگوں نے کہا کہ واقعی آپ کی سرگوشی اپنے بچپا کے بیٹے کے ساتھ طویل ہوگئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اُس سے سرگوشی کی۔ ص ۴۶۱

اخرج ابو عمر عن رجل من همدان قال قال معاوية لضرار السدي يا ضرار صف لي عليا قال اعفني يا امير المؤمنين قال لتصفنه قال اما اذا بد من وصفه فكان والله بعيد المدى شديد القوى يقول فصلا ويحكم عدلا يتفجر العلم من جوانبه و تنطف الحكمة من نواحيه يستوحش من الدنيا وزهرتها ويأنس بالليل ووحشته و كان غزير العبرة طويل الفكرة يعجبه من اللباس ما قصر و من الطعام ما خشن و كان فينا كما حدنا يحيينا آسألناه و يئينا اذا استأئينا و نحن والله مع تقيبه ايانا وقربه منا لا نكا و نكلمه هيبه له يعظم اهل الدين و يقرب المساكين لا هطمع القوى في باطله ولا يياس الضعيف من عدله و اشهد لقد رأيتہ في بعض مواقفه و قد ارخى الليل دوله و غارت نجومه قابضا على لحيته يمللم تمللم السليم يبكي بكاء الحزين و يقول يا دنيا غري غري الی تعرضت ام الی تشوقت هيهات هيهات قد قد بايتك ثلثا لا رجعة فيها فعمرك قصير و خطرک حقير آه من قلة الزاد و بعد السفر و وحشة الطريق۔ فبكي معاوية و قال رحم الله ابا حسن كان والله كذلك۔ قال كيف حزنك عليه يا ضرار؟۔ قال حزن من ذبح واحدها في حجرها۔ روایت کیا ہے ابو عمر نے ہمدان کے ایک شخص سے کہا کہ معاویہ نے ضرار سدی سے کہا اے ضرار ہم سے علیؑ کی صفت بیان کر۔ ضرار نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے معاف رکھئے۔ معاویہ نے کہا تجھے کہنا ہی پڑے گا۔ ضرار نے کہا کہ اب اگر اُن کے اوصاف بیان کے بغیر چارہ نہیں تو سنئے: وہ اس قدر صفات والے شخص تھے کہ جن کی غائت پر رسائی دشوار ہے، سخت تو توتوں والے تھے۔ وہ فیصلہ کن بات کرتے تھے اور عدل کے ساتھ حکم کرتے تھے۔ اُن کے اطراف سے علم کے

چشمے پھوٹتے تھے اور اُن کے طرف سے حکمت نیکیتی تھی، دنیا اور اُس کی چمک سے وہ متوحش (وحشت کھاتے تھے) ہوتے تھے۔ رات اور اور اُس کی وحشت سے مانوس ہوتے تھے، اور بہت آنسو بہانے والے تھے، تفکر (ذات و صفات حق) میں مستغرق رہنے والے تھے۔ اُن کو ایسا لباس پسند تھا جو چھوٹا ہو اور ایسا کھانا جو موٹا جھوٹا ہو اور ہم میں عام ساتھیوں کی طرح ہوتے تھے۔ جب ہم اُن سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے، اور جب ہم یہ چاہتے کہ وہ انتظار کریں ہمارا انتظار کرتے اور واللہ! باوجود اس کے کہ وہ ہم کو اپنے سے قریب تر رکھنے اور ہم سے وہ قریب رہتے تھے ہماری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ اُن سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں یہ اُن کے رعب کی وجہ سے تھا۔ دینداروں کی تعظیم کرتے تھے اور غریبوں کو اپنے پاس بیٹھاتے تھے۔ طاقتور جو حق سے ہٹا ہوا ہوتا تھا اُن سے حمایت کی طرح نہ کر سکتا تھا اور اُن کے انصاف سے کمزور مایوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اُن کو اُن کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی خوب چھا جاتی تھی اور ستارے چھپ جاتے تھے ایسی حالت میں خوب دیکھا ہے کہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے اس طرح پیچ و تاب کھاتے تھے جس طرح مارگریڈہ (جسے سانپ نے کاٹا ہو) کھاتا ہے اور اس طرح روتے تھے جس طرح گم زدہ روتے ہیں اور کہتے تھے: اے دنیا! جاکسی اور کو دھوکا دے تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا شائق بناتی ہے، ہائے، ہائے، میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں جس میں رجعت نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے) کہ تیری حیات تھوڑی اور تیرا مرتبہ حقیر، افسوس! کہ زادراہ کی کمی اور سفر کی درازی ہے اور راستہ وحشت بھرا ہے۔ یہ سُن کر معاویہ رو پڑا اور کہا: اللہ رحمت نازل کرے ابوالحسنؑ پر واللہ وہ ایسے ہے تھے۔ پھر معاویہ ضرار سے پوچھا: اے ضرار تجھ کو اُن کے فراق کا کس درجہ غم ہے؟۔ ضرار نے جواب دیا: اُس عورت کے غم کے برابر جس کا واحد بچہ کُو اُس کی گود میں ذبح کر دیا گیا ہو (ابن عساکر ج ۲ ص ۲۰۱؛ الریاض النضرۃ ج ۳ ص ۱۸۷)۔ ص ۲۶۶

لو لا علی لہلک عمر۔ عمر کہا کرتے تھے کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا (ریاض النضرۃ ج ۳ ص ۱۸)۔ ص ۷۷

قال عمر اللہم لا تنزل بی شدیدۃ الا و ابوالحسن الیٰ جنیبج حضرت علی نے ایک قضیہ میں فیصلہ سنایا تو عمر ابن خطاب نے کہا یا اللہ کوئی مشکل مجھ پر نہ ڈال مگر اُس وقت جب کہ ابوالحسنؑ میرے پہلو میں ہوں۔ ص ۷۸

وعن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی ﷺ قضاء قضیۃ فیہ علی فاعجب النبی ﷺ فقال الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ اہل بیت۔ مروی ہے حمید بن عبد اللہ بن یزید مدنی سے کہا کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک مقدمہ کا ذکر کیا گیا جس کا فیصلہ علی نے کیا تھا تو نبی ﷺ نے اُس کو پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم میں یعنی اہل بیت میں حکمت رکھی۔ ص ۲۸۱

اور جب نماز عصر حضرت مرتضیٰ سے فوت ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو آفتاب لوٹ آیا: بعد از غروب آفتاب کا لوٹ آنا۔

(اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے) یہ حدیث پڑھی گئی ہمارے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کے سامنے اور میں اُن کے مکان پر ظاہر مدینہ مشرفہ میں ۱۲۳۳ھ میں سُن رہا تھا۔ کہا کہ مجھ کو خبر دی میرے والد شیخ ابراہیم بن الحسن کردی ثم المدنی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے روایت کرتے ہیں، شمس الرملی سے وہ شیخ زین الدین زکریا سے وہ اعزاز الدین عبدالرحیم بن محمد الفرات سے وہ ابوالثناء محمود بن خلیفہ المنجی سے، وہ حافظ شرف الدین عبدالمومن خلف الدمیاطی سے وہ ابوالحسن علی بن الحسین بن المقیرم البغدادی سے وہ حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر السامی الحسنی سے آپ نے سماع کیا خطیب ابوطاہر محمد بن احمد بن محمد بن ابی الصقر انباری سے ۳۷۳ھ میں، آپ نے قراءت کی شیخ ابوالبرکات احمد بن عبدالواحد بن الفضل بن نظیف بن عبد اللہ القراء کے سامنے مصر میں ۲۲۸ھ میں۔ انہوں نے روایت کی ابو محمد الحسن بن رشتیق العسکری سے کہا کہ ہم سے روایت کیا ابوالبشر محمد بن احمد بن حماد انصاری دولابی سے کہا مجھ سے روایت کیا اٹحق بن یونس نے کہا کہ ہم سے روایت کیا سوید بن سعید نے ان سے مطلب بن زیاد نے اُن سے ابراہیم بن حبان نے اُن سے عبد اللہ بن الحسن نے اُن سے فاطمہ بن الحسین نے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ کا سر علیؑ کی گود میں تھا اور آپؐ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ تو جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپ نے پوچھا یا علیؑ کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں تو آپ نے دعا کی اللهم انک تعلم انه کان فی حاجتک و حاجۃ رسولک فرُدَّ علیہ الشمس فردھا علیہ فصلی و غابت الشمس۔ کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ علیؑ تیرے کام میں اور تیرے رسول کے کام میں لگا ہوا تھا تو اُس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُسے لوٹا دیا تو انہوں نے نماز پڑھی اور پھر سورج غروب ہو گیا۔ ص ۳۸۵ تا ۳۸۷

حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب ”کشف اللبس فی حدیث رد الشمس“ میں کہا کہ رد شمس جو معجزہ ہے ہمارے نبی ﷺ کا وہ صحیح ہے، امام جعفر طحاوی وغیرہ نے اور حافظ ابوالفرج ابن الجوزی نے زیادتی کی ہے کہ اس کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا۔ اُن کے شاگرد محدث ابو عبد اللہ بن محمد بن یوسف دمشقی صالحی نے اپنی کتاب ’مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس‘ میں کہا ہے: جانتا چاہئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار ”میں اسماء بنت عمیس سے دو سندوں کے ساتھ روایت کی ہے اور اُن کو نقل کیا ہے قاضی عیاض نے شفاء میں اور حافظ بن سید الناس نے ”بشری اللیب“ میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب ”الزهر الباسم“ میں اور اُس کو صحیح کہا ابو الفتح ازدی نے اور حسن کہا ہے ابو زرعد بن العرقانی نے اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین سیوطی نے ’الدر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ‘ میں اور کہا حافظ احمد بن صالح نے اب اس کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے اہل علم کی راہ پر چلنے والے کے لئے مناسب نہیں ہے اسماء بنت عمیس کی حدیث سے تخلف کرنا کیونکہ یہ بہت بڑی علامت نبوت میں سے ہے۔ ص ۳۸۷ تا ۳۸۸

پھر طحاوی نے معارضہ کیا اس حدیث کا اُس حدیث سے جو مرفوعاً ابو ہریرہ سے مروی ہے الحدیث بما روی من طرق عن اسامۃ بن زید، عن عبد اللہ بن ابی لبید، عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب عن ابی ہریرہ لم یحتبس الشمس علی احد الا لیوشع۔ کہ سوائے یوشع کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا اور جواب دیا کہ یہ بات ممکن ہے کہ یوشع کے ساتھ مخصوص ہو اُس روکا جانا غائب ہونے سے اور یہ لوٹا جانا ہے بعد غروب ہونے سے۔ ص ۳۸۹

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں: اور علیؑ کی حکمت اس سے (رد شمس) کہیں بڑھ کر ہے ہم اس کا احصاء اور احاطہ کر سکیں اور اس کا احصاء کیسے ممکن ہے جبکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے۔ ص ۳۸۹

۱۔ اس حدیث کا جائزہ لیا جائے تو سلسلہ رواۃ میں پہلے راوی

اسامۃ بن زید: ضعفہ أحمد وغیرہ لسوء حفظہ؛ نسائی: لیس بالقوی؛ ابن معین ضعیف۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۷۲ سلسلہ ۷۰۵
دوسرے عبد اللہ بن ابی لبید، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۸۵ سلسلہ ۴۵۲۹ میں ہے العقیلی یخالف فی بعض حدیثہ؛ قال ابن عدی: أما فی الروایۃ فلا بأس بہ۔ تیسرے یس المطلب بن عبد اللہ بن حنطب: میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۲۸ سلسلہ ۸۵۹۳ کثیر الحدیث و لیس یحتج بحدیثہ؛ آخر میں ابو ہریرہ جن کے بارے میں ناقدین احادیث ابو ہریرہ کو غیر معتبر قرار دیتے تھے چنانچہ میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی صفحہ ۱۷۳ میں تحریر کرتے ہیں کہ عثمان مقسم بڑی ابو ہریرہ کو کاذب جانتے تھے۔ اور اعلام الاخیار کفوی میں اور میزان شعرانی (اردو) المعروف بہ مواہب رحمانی تالیف علامہ شیخ عبدالوہاب الشعرانی ترجمہ مولانا محمد حیات طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی جلد اول ص ۱۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو مطیع یعنی نے امام اعظم ابو حنیفہ سے پوچھا ”اگر کسی امر میں آپ کی رائے ایک ہو اور ابو بکر کی کچھ اور ہو تو کیا آپ کی رائے کو چھوڑ کر ابو بکر کی رائے اختیار کریں گے؟“۔ ابو حنیفہ نے کہا: ”ضرور“ علیٰ ہذا القیاس عمر، عثمان اور حضرت علیؑ کے بالمقابل میں اپنی رائے ترک کر دوں گا“۔ پھر امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا: ”سوائے انس بن مالک، ابو ہریرہ، اور سمرہ بن جندب کے تمام صحابہ کے بالمقابل میں اپنی رائے کو ترک کر دوں گا“۔ الکتاب مسطور مصنف محمد حسین نیلوی طبع شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ ضیاء العلوم سرگودھا۔ صفحہ ۱۳۵ پر تحریر ہے کہ ”صرف ایک صحابی غیر معروف الفقہ والعدالہ یعنی حضرت ابو ہریرہ“۔ مراد (ص ۳۸۹)

علی بن زاذان سے مروی ہے کہ علیؑ نے ایک حدیث بیان کی تو اُن کو ایک شخص نے جھٹلایا۔ تو حضرت علیؑ نے کہا کہ اگر میں سچا ہوں تو تجھ پر بددعا کرتا ہوں۔ تو اس پر راضی ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ تو آپ نے اُس پر بددعا کی وہ لوٹنے نہ پایا کہ اُس کی بنیائی جاتی رہی۔ (کنز العمال ج ۱۳ ص ۷۰ سلسلہ ۳۶۵۱۳)۔
ص ۴۹۵

مروی ہے ابوذرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے علی کا بلانے بھیجا۔ میں اُن کے گھر پہنچا اور اُن کو پکارا تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں واپس ہو کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا: پھر جا کر پکارو، وہ گھر میں ہی موجود ہیں۔ ابوذرؓ نے کہا میں جا کر اُن کو پکارا تو میں نے چکی پیسے جانے کی آواز سنی۔ پھر میں دیوار کے اُپر جھانکا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چکی گھوم رہی ہے اور اُس کے پاس کوئی موجود نہیں ہے۔ میں نے پھر اُن کو آواز دی تو علیؑ میرے پاس شگفتگی کے ساتھ باہر آئے تو میں اُن سے کہا: آپ کو رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ تو وہ آگئے۔ پھر میں برابر رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتا رہا اور آپ مجھے دیکھتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابوذرؓ! کیا بات ہے؟۔ میں نے کہا میں ایک عجیب حیرت میں ہوں۔ میں نے چکی کو دیکھا جو علیؑ کے گھر میں آٹا پیس رہی ہے اور اُس کو گھمانے والا کوئی نہیں تھا۔ تو آپ نے فرمایا: یا باذران اللہ ملاحظہ کیا سیاحین فی الأرض وقد وكلوا بمؤنة آل محمد ﷺ أخرجین الملاء فی سیرة وأخرج أحمد فی المناقب حدیث علی بن زاذان خاصة۔ اے ابوذرؓ! اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے ہیں اور وہ مقرر کر دئے گئے ہیں کہ وہ آل محمدؐ کی امداد پر (الریاض النضرۃ الحب الطبری ج ۳ ص ۲۰۲ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔ ص ۴۹۶ تا ۴۹۷

ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت ﷺ کی حیات میں محفوظ تھا۔ ص ۴۹۸

مروی ہے ابن عمر سے کہ یہود، ابوبکر کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ: ہم سے اپنے صاحب کی صفات بیان کرو۔ تو ابوبکر نے کہا: اے جماعت یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے میری دونوں اُنگلیاں، اور میں اُن کے ساتھ جبل حرا پر چڑھا اس طرح کہ ہم ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن آپ کے اوصاف کو بیان کرنا ناممکن ہے ہاں البتہ یہ علیؑ ابن ابی طالب موجود ہیں اُن سے پوچھو۔ تو وہ لوگ علیؑ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ اے ابوالحسن ہم سے اپنے ابن عم کے اوصاف بیان کرو۔ تو آپ نے پہلے آنحضرت ﷺ کا حلیہ بیان کیا پھر آپ کے اوصاف بیان کئے۔
(ابن عساکر ج ۵۳ ص ۱۹۷)۔ ص ۴۹۸ تا ۴۹۹

جنید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ہمارے شیخ اصول اور بناء میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فصاحت اور بلاغت کی رسم اُن ہی کی لائی ہوئی ہے۔ خلفاء گذشتہ اُن میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ پھر شیخین کے زمانہ میں مسائل دینیہ میں مشیر اور تدبرات ملکیہ میں وزیر وہی ہوتے تھے۔ اور انہوں نے (خلفاء گذشتہ) اُن کی (حضرت علیؑ کی) تعظیم اور توقیر میں دور دور پہنچ کر آپ کے مناقب اور فضائل کو واضح کر دیا۔ ص ۵۰۱ تا ۵۰۲

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونہا لک الا من بعدی۔ مجمع الزوائد الہیثمی ج ۹ ص ۱۱۸؛ معجم کبیر طبرانی ج ۱۱ ص ۶۱؛ مسند ابی یعلیٰ ج ۱ ص ۴۲۷؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۸۶ سلسلہ ۳۶۵۲۴۔ اے علیؑ! لوگوں کے سینوں میں کینے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے اظہار نہ کریں گے مگر میرے بعد۔ ص ۵۰۴

جب صفین میں اہل شام نے قرآن کو بلند کیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔ تو حضرت مرتضیٰ نے فرمایا یہ قرآن تو خاموش ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔ ص ۵۰۶

جب خوارج نے اصرار کیا کہ قرآن کے سوا ہم کسی اور پر بات نہیں کریں گے۔ حضرت علیؑ نے قاریان قرآن اور علماء قرآن کو جمع کیا اور ایک بڑا شاندار قرآن

جلد چھارم

تالیف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ازالۃ الخفاء

مجید منگیا اور اُس کو اپنے سامنے رکھا، پھر اپنے ہاتھ سے اُس کے اوراق اُٹاتے ہوئے کہتے تھے: اے قرآن! لوگوں سے بات کر۔ جو قاریان اور علماء قرآن جمع ہوئے تھے کہنے لگے: اے امیر المؤمنین اس سے کیا پوچھتے ہو یہ تو محض روشنائی ہے کاغذ پر۔ ص ۵۰۸